بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ط

لَيۡسَ الۡبِرَّ اَنۡ تُوَلُّوۡا وُجُوۡهَكُمۡ قِبَلَ الۡمَشۡرِقِ وَالۡمَغۡرِبِ وَلٰكِنَّ الۡبِرَّ
مَنۡ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ وَالۡمَلٰٓئِكَةِ وَالۡكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ ج
وَاٰتَى الۡمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِى الۡقُرۡبٰى وَالۡيَتٰمٰى وَالۡمَسٰكِيۡنَ وَابۡنَ
السَّبِيۡلِ لا وَالسَّآئِلِيۡنَ وَفِى الرِّقَابِ ج وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى
الزَّكٰوةَ ج وَالۡمُوۡفُوۡنَ بِعَهۡدِهِمۡ اِذَا عٰهَدُوۡا ج وَالصّٰبِرِيۡنَ فِى
الۡبَاۡسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيۡنَ الۡبَاۡسِ ط اُولٰٓئِكَ الَّذِيۡنَ صَدَقُوۡا ط
وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الۡمُتَّقُوۡنَ ○

(سورہ بقر ۱۷۷ع)

(ترجمہ) "سارا کمال اسی میں نہیں کہ تم اپنا منہ مشرق کو کرلو یا مغرب کو۔ لیکن اصلی کمال تو یہ ہے کہ کوئی شخص اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھے اور قیامت کے دن پر اور فرشتوں پر اور سب کتب (سماویہ) پر اور پیغمبروں پر اور مال دیتا ہو اللہ کی محبت میں۔ رشتہ داروں کو اور یتیموں کو اور محتاجوں کو اور مسافروں کو اور سوال کرنے والے کو اور گردن چھڑانے میں (غلاموں کی رہائی پر) اور نماز کی پابندی رکھتا ہو اور زکوٰۃ بھی ادا کرتا ہو اور جو اشخاص (ان عقائد و اعمال کے ساتھ یہ اخلاق بھی رکھتے ہوں کہ) اپنے عہدوں کو پورا کرنے والے ہوں جب عہد کرلیں اور وہ لوگ مستقل رہنے والے ہوں تنگدستی میں اور بیماری میں اور قتال میں (حق و باطل کی جنگ) یہ لوگ ہیں جو سچے کمال کے ساتھ موصوف ہیں اور یہی لوگ ہیں جو (سچے) متقی (کہے جا سکتے) ہیں۔"

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

"......... ایک مسلمان کا خون، مال اور آبرو دوسرے مسلمان پر حرام ہے، اللہ تعالیٰ تمھارے ہر کام کا حساب لے گا۔ دیکھو میرے بعد گمراہ نہ ہونا کہ ایک دوسرے کی گردن مارنے لگو، جس طرح تمھارے حق عورتوں پر ہیں۔ اسی طرح عورتوں کے حق تمھارے اوپر ہیں۔ ان کے ساتھ نرمی کرنا اور مہربانی سے پیش آنا اور اللہ سے ڈر کر ان کے حق کا لحاظ رکھنا۔"

"غلاموں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا جو خود کھانا انھیں کھلانا جو خود پہننا وہی ان کو پہنانا ان سے کوئی خطا ہو تو معاف کردینا۔ یا انھیں الگ کردینا وہ بھی اللہ ہی کے بندے ہیں۔ سختی درست نہیں۔"

"نہ عربی کو عجمی (غیر عرب) پر فضیلت ہے نہ عجمی کو عربی پر سب مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ تمھارے لیے کسی کی چیز اس وقت تک حلال نہیں ہے جب تک کہ وہ خوشی سے نہ دے دے۔"

"دیکھو ناانصافی نہ کرنا، میں تمھارے پاس ایک چیز چھوڑے جاتا ہوں جس کو اگر تم مضبوطی سے پکڑے رہو گے تو گمراہ نہ ہوگے وہ چیز قرآن ہے"

"عمل میں خلوص، مسلمان بھائیوں کی خیر خواہی اور جماعت میں اتحاد (آپس میں میل) یہ تین باتیں ایسی ہیں جو دل کو پاک رکھتی ہیں۔"

حجۃ الوداع

سنہ ۱۰ھ، مکہ شریف

فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سرپرست

حامداً ومصلیاً :

اس انجمن کے فلاح وصلاح کے لیے دل سے دعا گو ہوں۔
اللہ پاک اخلاص واستقامت ہم سب کو نصیب
فرمائے اور حسن خاتمہ فرمائے ۔آمین

(مولانا وقاری) محمد اطیع اللہ
ناظم مدرسہ معراج العلوم ،
مقام وپوسٹ کنھٹلیا ،
ڈھاکہ ضلع مشرقی چمپارن (بہار)

بِسمِ اللهِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ

نَحمَدُہٗ اللهَ العَلِیَّ العَظِیمِ وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلیٰ رَسُولِہِ الکَرِیمِ

ابتدائیہ

بلاشبہ ہر دور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع ہی انسان کی عملی اصلاح کا نسخۂ اکسیر اور دنیا و آخرت کی ہر کامیابی کا ضامن ہے۔

آج کل اکثر لوگوں نے اطاعت و اتباع کو صرف روزہ و نماز وغیرہ چند عبادات میں منحصر سمجھ رکھا ہے، معاملات اور حقوق باہمی، خاص طور پر عادات اور آداب معاشرت کی طرف سے ہم بالکل ہی غافل ہو چکے ہیں۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ کچھ ایسے مسلمان بھی دیکھے جاتے ہیں جو نماز روزے کے اعتبار سے اچھے خاصے دیندار کہلاتے ہیں مگر معاملات، معاشرت اور حقوق باہمی کے معاملات میں بالکل غافل اور بے شعور ہونے کی بنا پر اسلام اور مسلمانوں کے لیے ننگ و عار ہوتے ہیں۔

یہ حقیقت بھی روز روشن کی طرح واضح ہے کہ عرب کے لوگ بات بات پر آپس میں لڑتے جھگڑتے رہتے تھے۔ عرب کے دو قبیلوں بکر اور تغلب میں ایک گھوڑ دوڑ کے موقع پر لڑائی ہوئی اور پورے چالیس برس تک ہوتی رہی، اسی طرح ایک لڑائی جس کا نام فجار ہے جو قریش اور قیس کے قبیلوں میں ہوئی تھی الغرض ان کے نتیجہ میں ایک طرف یتیم بچے بہت تھے، جن کا کوئی پوچھنے والا نہ تھا، خاندان میں جو کمزور ہوتا تھا، ان کا کہیں ٹھکانا نہ تھا۔ غریبوں پر ہر طرح کا ظلم ہوتا تھا، دوسری جانب انسانی معاشرہ بری طرح تباہ و برباد ہو چکا تھا۔ یہ سب دیکھ دیکھ کر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا دل دکھتا تھا۔

عرب کے نیک مزاج لوگوں کو پہلے بھی اس کا خیال ہوا تھا اور ان لوگوں نے اس کام کے لیے ایک انجمن قائم کیا تھا جس کو عربی میں **حلف الفضول** کہتے ہیں۔ کچھ زمانہ گذرنے پر لوگوں نے اس کو بھلا دیا تھا۔ مگر فجار کی لڑائی جب ہو چکی تو آپ کے چچا زبیر ابن عبد المطلب نے اس کو زندہ کرنے کی تحریک چلائی اور اس کے لیے بنو ہاشم، زہرہ اور تیم کے خاندان والوں نے معاہدہ کیا۔ ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس معاہدہ میں شریک تھے اور بعد کو فرمایا کرتے تھے کہ میں آج بھی اس معاہدہ پر عمل کرنے کو تیار ہوں۔

آج مسلمانوں پر ہونے والے جبر و استبداد اور ان کی تباہی و بربادی اور ذلت و پستی کا واحد سبب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقے کو بھلا بیٹھنا ہے۔

یہی سبب ہے کہ قومی تنظیموں کی طرف سے آج اصلاح معاشرہ پر مختلف طریقے سے زور دیا جا رہا ہے۔ دیر آید درست آید کے تحت چیریا بلاک کے چند ذی شعور تعلیم یافتہ لوگوں نے خاص طور پر ہر اعتبار سے اس علاقہ کے پچھڑے ہوئے مسلمانوں کے حالاتِ زار کو بہت ہی شدت سے محسوس کیا ہو جس کے نتیجہ میں آج انجمن اتحاد المسلمین کا وجود ابھر کر سامنے آیا ہے۔ میرے خیال میں یہ انجمن حلف الفضول کا ایک نمونہ ہے جو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے درد کا بہت ادنی سا شائبہ آپ کے دل میں ظہور پذیر ہوا ہے۔ یہ کتابچہ اسی کا ابتدائی دستور العمل ہے۔

اس انجمن کے ناظم اعلیٰ جناب ماسٹر احمد حسین انور صاحب سے میرا دیرینہ تعلق ہے ان کا یہ اصرار ہوا کہ ہم کو اس کا ابتدائیہ لکھنا ہے لہذا بے ربط چند سطور تحریر کر رہا ہوں۔ جہاں تک دعا کا تعلق رہا تو خداوند قدوس اراکین انجمن کے حوصلے وجذبے میں پختگی عنایت فرمائیں اور ان کے نیک خواہشات وارادے میں دن دونی رات چوگنی ترقی عطا فرمائیں اور اس تنظیم کی ہر طرح کے نظرِ بد سے حفاظت فرمائیں۔ ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین آباد۔

عبد المعبود خادم مدرسہ اسلامیہ حمیدیہ
رسول پور، سگر دینا، مشرقی چمپارن

باسمہ تعالیٰ

حامداً و مصلیاً

آج اس پُر آشوب دور اور اس سیکولر اسٹیٹ میں قومی شناخت اور ملی تشخص کو بچائے رکھنے کے لیے فرزندان توحید کا مستعد ہونا اور اپنے گفتار و کردار سے اپنی پہچان کی نگہداشت کرنا وقت کا سب سے اہم مطالبہ ہے، جہاں جہاں مسلم آبادی ہے اصلاح معاشرہ کے لیے قومی انجمنوں کا قیام ازبس ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ فرزندان توحید کو صراط مستقیم پر چلنے اور شمع ملت کو روشن رکھیں گی سچی توفیق نصیب فرمائے۔

اسلام اور شعائر اسلام کی حفاظت ہر دور میں اسلام کے سپوتوں نے اپنے طور پر کیا ہے، حکومت کے زیر سایہ احکام اسلام کبھی پروان نہیں چڑھے، آج بھی بحمداللہ ایسے دل گردہ کے مسلمان موجود ہیں جو چراغ مصطفوی کو جلائے رکھنے کا شوق اپنے سینوں میں رکھتے ہیں، دین کے ایسے ہی پروانے چیریا بلاک میں اپنا شرعی مشن چلانے کے لیے اپنے وقت اور مال کی قربانی پیش کر رہے ہیں، خدا ان کے دینی شوق کو سلامت رکھے۔

نہیں کہا جاسکتا کب کہاں کیسی بجلی چمکے گی اور کن لوگوں سے کس طرح کی خدمت انجام پائے گی۔ بلال کو حبشہ سے، سلمان کو فارس سے اور صہیب کو روم سے بلاکر قدرت نے شمع رسالت پر قربان ہونے کی سعادت بخشی، مگر ابو جہل اور ابو لہب پیغمبر کے پڑوس میں رہ کر ایمانی روشنی سے محروم رہا ؎

این سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

بہت سے ترقی یافتہ کہلانے والے علاقے اصلاح معاشرہ میں اب تک کاہلی اور بے دلی کا مظاہرہ کرتے رہے ہیں، اللہ کا خاص کرم ہے چیریا بلاک والوں کو ایسا پاک جذبہ

قدرت نے دیا کہ اس کے جیالے نوجوان اپنی دیرینہ روایت کو زندہ کرنے کے لیے اپنی ضرورتوں کو یک طرف کر کے پورے ذوق و شوق کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے اور آج اس کے گاؤں گاؤں میں اصلاحی سب کمیٹیاں قائم ہیں جہاں شریعت کی روشنی میں قومی مسائل طے کیے جاتے ہیں اور باہمی جھگڑوں کو نمٹایا جاتا ہے۔

اللہ کا احسان بالائے احسان یہ ہے کہ اس اجڑے علاقہ کی بھرپور آبادکاری کے لیے جناب احمد حسین صاحب انور کو ایک دردمند دل اور تڑپتا ہوا جذبہ دے کر اصلاحی رضاکاروں کی سرپرستی کے لیے ہمہ تن آمادہ کر دیا۔ ان کی سرکردگی میں امید کہتی ہے کہ قوم ترقی کے اعلیٰ معیار پر پہنچے گی اور اس جہالت آباد خطہ سے جہالت اور نادانی کی تاریکی چھٹے گی، اللہ ان کے جذبۂ صادق اور یقین راسخ کو زیادہ اور زیادہ فروغ دے۔ اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ۔

احساسِ کمتری قوموں کے لیے موت ہے، ہمیں یاد رکھنا ہے کہ ؎

ہمیں اس قوم نے پالا ہے آغوشِ محبت میں
کچل ڈالا تھا جس نے پاؤں میں تاجِ سر دارا

ناسازگار حالات کا طوفان اٹھ رہا ہے، عداوت اور دشمنی کی سرخ آندھیاں چلتی رہیں، ہم اللہ پر بھروسہ رکھ کر اور سید المرسلین کی تعلیمات پر بھرپور یقین رکھ کر ہر ناگوار کو گوارا کریں گے اور ہر آنے والے حادثہ کا آہنی دیوار بن کر مقابلہ کریں گے۔ زمانہ والے بھول جائیں کہ ہم اپنی تاریخ بھول گئے ہیں، ہم آج بھی پہاڑوں سے ٹکرانا اور طوفانوں سے لڑنا جانتے ہیں۔ ؎

اے بادِ مخالف کے جھونکو جتنا بھی سنکنا ہے سنکو
ایسا نہ سمجھنا طوفاں میں ہم نا دُ چلانا بھول گئے

ہمارے محسن اعظم محمد اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں دنیا و آخرت کی سرداری اور جہان بانی کے لیے سدھا کر اہل بنا دیا تھا اور آج بھی ہم اس کے اہل ہیں مگر چیل کوؤں کی جھرمٹ میں بلبل اپنے ترانے بھول گئی اس طرح بد اندیشوں اور انسان دشمنوں کی سنگت میں پڑ کر ہم اپنے اخلاق و کردار کو بھول گئے اس لیے ہم ہر بازار میں ذلیل و رسوا ہوئے اور ہر موڑ پر ٹھوکریں کھاتے

رہے ہیں مگر ان تمام بے راہ رویوں کے باوجود ہمارے سینوں میں وہ ایمانی چنگاری دبی چھپی ہے جو ہر ہوا کی موج پر بھڑکے گی اور خس و خاشاک کو جلا کر خاکستر کر دے گی۔

ہماری تمنا ہے کہ ہمارے نوجوان خوابِ خرگوش سے چونک جائیں اور اسلامی سپوتوں کا شجاعت بھرا دل ادا کریں۔ آپ اگر چلتے گئے تو راستہ کے کانٹے آپ سے آپ ہٹتے جائیں گے اور ترقی کا مینار جگمگاتا ہوا آپ کی نگاہوں میں ہوگا۔

کام وہی بہتر ہے جس پر پابندی کی جائے کچھ دن کر کے ستانے بیٹھ جانا ناکامی لائے گا۔ اس لیے دوستو! اللہ نے آپ کو جو سنت زندہ کرنے کے لیے منتخب کیا ہے اس کی قدر کیجیے اور اپنی پیہم کوششوں سے اپنے علاقہ کو بہشت زار بنایئے اللہ آپ کو جرأت و ہمت دے اور ارادوں میں استقلال و پامردی عطا فرمائے۔

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین آباد

ننگِ احباب

صدیق بیدل

باسمہٖ تعالےٰ

پیغام
نوجوانانِ ملّت کے نام

☸

سبق پھر پڑھ سخاوت کا شجاعت کا اطاعت کا
لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا

☸

میرے عزیز نوجوانو !

کیا ہم اس حقیقت سے انکار کرسکتے ہیں کہ ہمارا معاشرہ شدید اخلاقی زوال کے دہانے پر کھڑا مایوسی کی حالت میں ایسی جماعت کی تلاش میں بیتاب ہے، جو دکھتی رگ کو پکڑنے والی ہو۔ انسانیت و شرافت کی ڈوبتی کشتی کو ساحل تک لانے والی ہو۔ زخم پر صحیح مرہم لگانے والی ہو۔ بے بس و بے سہارا کی درد بھری آواز کو سننے والی ہو۔

ان کانٹوں بھری راہوں پر دوڑ لگانے والی ہو۔ سنگین دشواریوں کا مقابلہ کرنے والی ہو۔ بے شک یہ آپ نوجوان ہی کی جماعت ہے۔ یہی آواز معاشرہ کی ہے، کیونکہ تاریخ بھی گواہ ہے کہ قوموں کے عروج و زوال میں ہر زمانہ میں نوجوانوں کا اہم رول رہا ہے۔

مانا کہ —

جوانی بڑی ہی رنگین و بدمستیوں کا زمانہ ہوتا ہے۔ جوانی میں امنگیں بھری ہوئی ہوتی ہیں۔ جذبات میں قیامت خیز ابھار، نفس امّارہ بغاوت پر مائل، نظر میں شوخیاں، مستی رچی بسی ہوتی ہے۔

غور وفکر کی نگاہ سے دیکھئے۔
ایک دن یہ کومل پھول مرجھا جائیں گے۔
کوئی چاہنے والا نہ ہوگا - گذرے وقت پر خون کے آنسو بہائیں گے مگر بے سود ......
اس حقیقت کو جانیے۔
خوش نصیبی و بہادری کا ثبوت دیجئے۔
اپنے ولولہ انگیز و جنوں خیز شباب کو اللہ کے حضور جھکا دیجیے۔
جوانی کو خوفِ خدا کے جوہر سے آراستہ کیجئے۔
تقویٰ کے زیور سے بدن کو سنوار لیجئے۔
سہاگ رات کی رنگین و دل فریب فضاؤں سے وادیٔ عشق میں شہادت کا جام پینے والے حنظلہؓ و سہاگ رات کا ارمان لیے سعد الاسودؓ جیسے ہزاروں فرزندانِ اسلام کا خون تجھے آواز دے رہا ہے۔
نوجوانو !
میدانِ جنگ کے پار جنت کی خوشبو آرہی ہے
اپنے قائد کے نقشِ قدم پر نچھاور کر کے دیکھیے۔

آج ہم شدید بدحالی کا شکار ہیں - نفرت شباب پر ہے۔ تو خاندانی انتشار، تو کہیں قتل و غارت گری تو کہیں آپسی تنازعے۔ ازدواجی زندگی میں بھی کشیدگی تو کہیں طلاق و تفریق اور خودکشی جیسے جرائم بھی عروج پر ہیں۔ نہ جانے کون کون سی برائیوں سے معاشرہ کا دامن داغدار ہو گیا ہے۔
تو کیا آپ نہیں چاہتے کہ —
ہمارا اسلامی وقار پامال نہ ہو،
اسلامی تعلقات و معاشرہ کا نظام درہم برہم نہ ہو،
بھائی چارگی، پیار و محبت کا جنازہ نہ اٹھے،
ہماری ماں بہنوں کی عزت و آبرو بر سر بازار نیلام نہ ہو،

طلاق و تفریق ــ ازدواجی کشیدگی سے ماحول پاک وصاف ہو۔
ہماری بیٹیاں جہیز کے بدی پر بھینٹ نہ چڑھیں۔
انسانیت کا شیرازہ نہ بکھرے
تو ......

ابراہیمی عزائم پیدا کیجئے۔
دل کے بت خانے کو ڈھانے کی قسم کھایئے۔
ظلم وجہالت کے اندھیروں سے ٹکرا کر حق وصداقت کے اجالوں کا پرچم لہرا دیجیے۔
آدم خوروں کے مظالم کا شکار وقت کے محمد بن قاسمؒ کے منتظر ہیں۔
ان کی روح کو چوٹ نہ پہنچایئے۔
دشمن اسلام کی ان سازشوں پر نظر کیجئے۔
اپنی قوتوں اور مرکزیت کا جنازہ خود بخود نہ اٹھایئے۔
اس دور کے فرعونوں کی گردن پر ضرب کلیمی رسید کیجیے۔
زنجیروں اور ہتھکڑیوں سے الفت رکھیے۔
زندگی کا مزہ اسی میں ہے، دائمی زندگی کا راز اسی میں ہے۔

میرے عزیز!

ہماری تہذیب اور ہمارے تمدن پر ایسے اصولوں کی گرفت ہو چکی ہے۔ جو اسلامی مزاج سے میل نہیں کھاتے، اور سماج کے اندر ایک عجیب کش مکش ہے۔ معاشرہ کی ایک بڑی تعداد اپنی تاریخی عظمت سے کنارہ کشی اختیار کر کے اپنے اصول وضابطہ سے بغاوت پر آمادہ ہے۔ اللہ اور رسول سے محبت ووفاداری کا اظہار برائے نام رہ گیا ہے۔ ہماری زندگی تلخ ہی نہیں بلکہ ایک خطرناک موڑ پر آ گئی ہے، جہاں تباہی اور بربادی کے سوا کچھ نہیں۔ قلب و روح کو سکون وچین نہیں، دنیا کی گندی سیاست اور جھوٹی شہرت کے جنون نے ہمیں مذہب سے دور ہی نہیں کیا بلکہ ہمارے وقار کو مجروح کر کے ہمارے اخلاق و ایمان کو برباد کر ڈالا۔ پاکیزہ اخلاق کا گہوارہ کہا جانے والا ہمارا معاشرہ بے راہ روی کا شکار ہے۔

آج تہذیب و انسانیت کی بقا کا سوال ہے۔ خود پرست عناصر نے اپنے پیچھے بڑی خطرناک قوتوں کو جنم دیا ہے۔ اس کے تباہ کن اثرات سے صرف ایک پاگل انسان ہی انکار کر سکتا ہے۔ بڑی عجیب بات ہے کہ اس سے بہت لوگ مطمئن ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ اس الٹی دوڑ کا اثر ہمارا کچھ نہ بگاڑے گا۔ مگر یہ دلیل غلط ہے۔

جہالت و ضلالت کی پٹی کو آنکھوں سے ہٹا دیجیے۔

زمانہ کی آواز کو پہچانیے۔

اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ۝ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ۝ کے تقاضا کو دل میں اتاریئے۔

فرنگی تہذیب کے پرچار سے ایک بالکل نئی صورت حال وجود میں آگئی، اور بنیادی خیال اور سوچ وچار کے امکانات سے ہم رفتہ رفتہ محروم ہوتے گئے، نئی تہذیب و معیار زندگی کے نئے اسٹائل کو پر امن مقاصد تصور کرنے لگے۔ حدود انسانیت سے نکل کر نفسانی خواہشات کی پیروی پر آمادہ ہو گئے۔ دنیا و آخرت کے نقصانات کو بالائے طاق رکھ دیا۔ نبیؐ اور بزرگوں کی زندگیاں جو دنیا کے لیے سنگ میل ہیں۔ اسے نظر انداز کر کے دنیاوی دوڑ میں گرم رفتار ہو گئے۔

میرے ملت کے نوجوانو!

کیا اسلام نے تقویٰ و پرہیز گاری، احسان و مروت، عدل و انصاف، تحمل و بردباری عاجزی و انکساری، صبر و شجاعت کا سبق دنیا کے روبرو پیش نہیں کیا۔ جس سے دنیا و آخرت کی بھلائی نصیب ہو۔ بھول گئے، اسے کر کیا غضب ناک نتیجہ ہوگا اسلامی تعلیمات سے دور رہ کر۔

چند سوالات ہیں جو ضمیر کو جھنجھوڑ رہے ہیں۔

کیا مادی خود غرضی کے سبب آخرت کی فکر اور ثواب سے بے توجہی نہیں بڑھی؟ کیا قلوب زنگ آلود نہیں ہوئے؟

کیا ہمارا ایمان و عمل کھوکھلا نہیں ہوا؟

کیا مکروہ فعل کے ہم عادی نہیں بنے؟ کیا گھٹیا ذہنیت کا مظاہرہ ہم نہیں کرتے؟

کیا بے حیائی اور فواحش کو ہم نے گلے نہیں لگایا؟

نہ رب کی رضا و غضب کا لحاظ، نہ نبیؐ و بزرگوں کے اقوال و نصائح کا خیال۔

کہاں جارہا ہے ہمارا معاشرہ؟

ماضی کی تاریخ نے انسانیت کی بقا کے لیے خطرہ پیدا نہیں کیا۔ خطرہ محض نئی تہذیب کے وجود میں آنے کی بنا پر سامنے آیا ہے۔ اس شدید بحرانی صورت حال میں غلط قدم اٹھانے سے ہم خود کو بچائے رکھیں گے، ایسی صورت دکھائی نہیں دیتی، اور نہ کوئی ٹھوس و مستحکم بڑی تحریک۔ اور نہ امن پسندوں کی جرأت مند جماعت ابھرتی نظر آتی ہے۔ حالات تو یہ ہیں کہ جیسے ایک پاگل انسان بارود کے ڈھیر پر بیٹھا ہوا دیا سلائی سے کھیل رہا ہو۔ ایسی حالت میں کون ایسی جماعت ہے جو مستحکم و ٹھوس نظم و ضابطہ اس معاشرہ کے روبرو پیش کرے۔

میرے ملت کے نوجوانو!

سرفروشی کو گلے لگائیے، ضمیر فروشی کو ترک کیجیے۔

ہر آزمایش و چیلنج کو قبول کیجیے۔

استقامت کا مظاہرہ کیجیے۔

دوستی و دشمنی کے معیار کو پہچانیے۔

راہِ رضا میں ہر دکھ درد کو سر آنکھوں پر بٹھائیے۔

رب کی خوشنودی کے لیے سب کی ناراضگی برداشت کیجیے۔

معاشرہ کو خوش حالی کی طرف لائیے۔

میرے عزیز!

ماحول کے خلاف جنگ کا آغاز کریں

نئی نسل کو اس خطرہ سے بیدار کریں

ٹھوس اور قابل اعتماد سراغ تلاش کریں

دیانت داری اور راست بازی کو قبول کریں

اگر معاشرہ نہ بدلا تو دوسرے کے روبرو سر جھکانے کے لیے مجبور ہو جاؤ گے۔ خوشامدی روش کو بدل ڈالو۔ غلامی کے طوق کو گلے سے کھینچ کر پھینک دو۔ اپنے مرتبہ کو پہچانو، رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنیَا حَسَنَۃً وَّفِی الاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً کو یاد کرو قوم کے حقیقی رہنما تم ہی ہو۔

آج سماج میں ایسی نفرت کی آگ بھڑک اٹھی ہے کہ ہم گروہ بندی پر مجبور ہو گئے ہم اپنی پہچان کو بھول گئے۔ ہم اس قدر احساس کمتری کا شکار ہو گئے کہ یکجا بیٹھنا، اپنی حالت پر غور و فکر کرنا، مسائل حاضرہ پر سنجیدگی سے رائے مشورہ کرنا، مصلحت کے خلاف تصوّر کرنے لگے۔ (حالانکہ دنیا جان رہی ہے کہ یہ قوم اگر ماضی کے آئینے میں اپنی اصلی صورت کو دیکھے گی تو پھر اس کے اندر وہی طاقت، وہی جوش، وہی جذبات امڈ آئیں گے جن سے ان کے مزاج میں بے پناہ ٹھوس عزائم موج مارنے لگیں گے جو اسلام سے ان کو ملا تھا۔)

ہم اپنی حماقت اور کوتاہ نظری کے سے اپنی حقیقی قوت اپنی زندگی اور روح کے تقاضوں کو نظر انداز کر کے محض خون اور گوشت پوست کے مجسمہ کو سنوارنے میں دلچسپی رکھنے لگے۔ حقیقی قوت و حقیقی زندگی کو مردہ بنا کر مانندِ لاش کے ڈھوتے پھرتے۔ ہمارے نفس نے ہمیں عجیب انداز میں لوٹا ہے کہ ہم منزل بھی بھول گئے۔

روح موجود ہے
ضرورت ہے، اس کے اندر تازگی پیدا کرنے کی۔
نئی حرکت دینے کی۔
افسوس برائی منظم ہے، نیکی منتشر ہے
پاک دامن رکھنے والوں کی کمی نہیں
مگر متحد نہیں، منتشر ہیں۔
دنیا کی کڑکتی آواز نے ان کی آواز دبا دی ہے۔
ضرورت ہے
رابطہ و تعلق کی ــــ

میرے عزیز نوجوانو!

یہ ذمہ داری آپ کے کندھوں پر ہے۔

ایمان و یقین کا یہی تقاضا ہے۔

ذرہ ذرہ کی آواز یہی ہے

ہر دل کی مراد یہی ہے

نوجوانو!

تعمیری ذہن پیدا کریں۔

ماضی کی شکایت کرنے کے بجائے مستقبل کی تعمیر کی جد و جہد کریں۔ قومی شناخت کو بچایئے۔ "اپنی تعمیر آپ" کے اصول پر عمل کریں۔

گرچہ شرافت اور انسانیت معدوم نہیں، خوف زدہ ہے،

ضرورت ہے اسے ہمت دلانے کی،

اس کی حیثیت اور طاقت کو تسلیم کرانے کی،

درندگی اور ظلم کی آواز تیز و تند ہواؤں کی طرح مخالفت پر تلی تو ضرور ہے، مگر یہ بے بنیاد و بے حقیقت ہے، شرافت کی عظیم ترین قوت جو ظلم کی آواز میں دب چکی ہے،

ضرورت ہے اس کو بیدار کرنے کی،

معاشرہ کی ترستی نگاہیں آپ پر لگی ہیں،

مسائل پر گہری نظر ڈالیے۔ یہ کوئی پیچیدہ نہیں ہے۔

ہم ارباب علم ہیں۔ ہم ڈاکٹر ہیں۔ ہم انجینیئر ہیں۔ سرکاری ملازم ہیں، یا ہم سیاستدان ہیں یا تاجر ہیں۔ ڈاکٹری حاصل کر لینا کمال کی بات نہیں، کمال تو ہے حقوق اللہ و حقوق العباد کے تقاضوں کو قبول کر لینا۔

ہم دونوں پلہ پر تول کر دیکھیں۔ ہم کہاں ہیں؟

دیکھنے کی نگاہ سے دیکھیے، عزم و استقامت پیدا کریں۔

اندھیروں کو اجالوں میں تبدیل کریں۔

ہم حق پرست ہیں ۔
ہم بت پرست نہیں ۔
ہم رب کا سجدہ کرتے ہیں
ہم سب کا سجدہ نہیں کرتے ۔

ہم مجاہد تھے ، آج بھی مجاہد بنیں ۔ زمانہ کے رنگ وروپ کو بدلا ہے ، ہم نے اپنے انقلابی نعروں سے پہاڑوں کو بھی دہلا دیا ہے ۔ ظلم کے خونی پنجہ کو مروڑ کر دنیا کو دکھا چکا ہوں ضلالت وجہالت کے عمیق گڈھوں سے دنیا کو ہم نے نکالا ۔

ضرورت ہے جہاد کی

جو قوم جہاد چھوڑ دیتی ہے وہ کاہل اور بے عمل بن جاتی ہے ۔ اللہ پھر اسے ذلیل و خوار کر دیتا ہے (حضرت ابوبکرؓ) کاش ! ہم نے اس اہمیت کو سمجھا ہوتا ۔

میرے عزیز نوجوانو !
حق وصداقت کی آواز زمانہ کو دیں
نکھر جایئے ،
آواز بلند کیجیے ، ہم وفادار ہیں ۔
دنیا کی خاموش نگاہیں پوچھ رہی ہیں ،
کیا خیال ہے ؟
رک جاؤ گے یا آگے بڑھو گے
بہت سارے مراحل طے کرنے ہیں ۔
جہاں عقل نے نہیں ...... عشق نے رہنمائی کی
کیا فیصلہ ہے ؟
عشق حقیقی کی طرف چھلانگ مارو گے یا عشق مجازی کی طرف ؟
امتحان ہے ۔
لفظ اعتماد ، اتحاد ، بھائی چارہ یا تعاون پر کوئی بحث نہیں ۔

مجروح ہوگئی ہے انسانی صفات۔
درد دزخم پر ایمان کی انگلی رکھیے۔

میرے نوجوانو!

معاشرہ کو اندھیرے گڈھوں میں ڈھکیل دینے سے بہتر ہے، ظالمانہ اور زہر آلو د روش کو متحد ہوکر مٹانا۔ منزل دور نہیں، ضرورت ہے سچی لگن کی۔

لہٰذا ہمیں نئے قانون سے کوئی واسطہ نہیں، ضرورت تو اسلامی قانون اور ایسی تنظیم کی ہے جس کے ذریعہ ہم ایک دوسرے کے درد کو پہچانیں اور اپنے معاشرہ کو جاہلانہ رسوم و عامیانہ تصورات سے پاک کریں۔ اپنے اندر اجتماعی طاقت اُجاگر کریں تاکہ ہمارے اندر ایک ٹھوس اصول و ضابطہ پیدا ہو سکے۔ اور ایسی اسپرٹ پیدا کریں تاکہ اسے عملی جامہ پہنا کر معاشرہ کو ایسے موڑ پر لا کھڑا کردیں جہاں سے ہماری ترقی کی راہ ہموار ہو سکے۔

خدا ہمارے نوجوانوں کے اندر پاکیزہ اخلاق و جذبات پیدا کر دے۔

آمین ثم آمین

خاکسار

احمد حسین انور

اس کتاب کو pdf فائل میں سیٹینگ کرنے والا
سالک۔قاری محمدنسیم اختر قادری رضوی نوری ازہری 919934504478+

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

ایک گذارش

حقیقت کے آئینہ میں

آج ہم اپنی تاریخ کے اوراق کو الٹ کر دیکھیں تو یہ بات حق بہ جانب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم مسلمانوں کو اشرف المخلوقات بنا کر اس سرزمین پر بھیجا، ساتھ ہی ہمیں مذہب اسلام سے نوازا ہی نہیں بلکہ جناب محمد رسول اللہؐ کی امت میں پیدا ہونے کا فخر بھی بخشا۔ پھر ہماری رہنمائی کے لیے اللہ نے ہم پر اپنے حبیبؐ کے ذریعہ قرآن بھی اتارا۔

یہ فخر ہی کی بات تو ہے کہ ہم نے ایسے مذہب میں آنکھیں کھولیں جس کے ذریعہ تمام دنیا کو حق کی روشنی ملی۔ ایک بیش بہا جامع آئین و دستور سے نواز دیا جس کے ذریعہ تمام افراتفری، لوٹ کھسوٹ، رہزنی، قتل و غارت گری، زناکاری سے باز رہنے کا حکم صادر کیا گیا۔ عورتوں و غلاموں کی قدر بڑھی۔ دست و بازو کی قوت کی آزمائش نظروں سے اوجھل ہوئی۔ ایک دوسرے کے حقوق کی قدر و قیمت بڑھی۔ امیری و غریبی کی کوئی کھائی باقی نہ رہی۔ سبھوں کی نظروں میں سب کے لیے پیار و محبت کا جذبہ ابھرنا شروع ہوا۔ ایک دوسرے کی عزت وآبرو، مال و دولت پر دست درازی کو حرام تصور کیا گیا۔ انسانی قلوب جو کبھی تاریکیوں میں غرق تھے ان کے اندر نورانیت پیدا ہوئی۔ انسان کو اخلاق رذیلہ سے نکال کر اخلاق حمیدہ کی طرف مائل کر دیا۔

حقیقت تو یہ ہے کہ مذہب اسلام نے ایسی تصویر دنیا کے سامنے پیش کی کہ دنیا

نے اسلام کا لوہا مان لیا اور بنی نوع انسان کی زندگی کے ہر شعبہ میں (عبادات، معاملات، سیاسیات وغیرہ) انسانیت کو پروان چڑھایا۔ دنیا و آخرت کو سنوارنے اور خدا کو پہچاننے کا راستہ ہموار کر دیا۔ اور ہم نے اقرار کر لیا کہ ہم سبھی ایک ہی ماں باپ کی اولاد ہیں۔ نہ اس میں کوئی چھوٹا ہے نہ بڑا۔ اونچ نیچ کا کوئی خیال، نہ ذات برادری اور رنگ و روپ نہ نسل کا جھگڑا رہا اور نہ دولت و طاقت کا غرور باقی رہا۔ ظلم و تشدد سے ہاتھ کھینچا۔ جان و مال کو خدا کی راہوں میں نچھاور کرنے پر راحت محسوس ہونے لگی۔ والدین، رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں اور خدام کے ساتھ احسان کی لہر دوڑ گئی۔ مال و اولاد و طاقت کو اپنے لیے امتحان تصور کرنے لگے۔ پاکیزہ رزق کی تلاش کی دھن لگی۔ دنیا کی مرغوب چیزیں اور سونے چاندی، مال و مویشی، کھیتی باڑی سب چند روزہ دکھائی دینے لگے۔ دشمنی کی اونچی دیواریں نیست و نابود ہو گئیں اور خود کو اللہ کا سپاہی تصور کر لیا۔ عدل و انصاف کا پرچم لہرانے لگا۔ یکجا ستیزی، بے رخی، بے راہ روی کو چھوڑ کر متقی و پرہیزگاری کے رنگوں میں اپنے کو رنگ لیا اور فرمانِ رسولؐ پر اپنی جان نچھاور کرنے لگ گئے۔

> ابو موسیٰ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی نیزہ یا دھار دار چیز لے کر ہماری مسجد یا بازار سے گذرے تو چاہیے کہ اس کی نوک کو قابو میں رکھے، کہیں ایسا نہ ہو کہ اس سے کسی بھائی کو چوٹ لگ جائے۔ (مشکوٰۃ)

کلمہ کی آواز اور قرآن کے سبق کو سینہ سے لگایا۔ نہ خود پرستی، نہ خود غرضی۔ سب کے سب ایک دوسرے کے درد کو اپنا ہی تصور کرتے۔ واقعی اسلام نے ہمیں سب کچھ سے نواز دیا۔ حقیقت میں ہمیں محبت، رواداری، نیک خیالی اور نیکوکاری و خدمت خلق کا جذبہ ہمارے اندر پیدا کر دیا۔

وقت بدلتے گئے، حق و باطل کی جنگ ہوتی رہی، انسانیت کی وہ پچھلی تاریخ انسانی

آنکھوں سے اوجھل ہوتی گئی دنیاوی عقل وحکمت کا بازار گرم ہوتا گیا۔ جو چیز مغلوب تھی وہ اب غالب نظر آنے لگی۔ سماج جو کبھی مساوات، بھائی چارگی، تہذیب وتمدن سے آراستہ تھی۔ سماج کے مادی فوائد کی دھن نے اسے لوٹ لیا۔ ہماری زندگی قرآنی احکامات وفرمان رسول ﷺ سے الگ ہوکر نئی تہذیب میں ڈھل گئی۔ نفس پرستی وشہوت پرستی سے بھرپور ہماری نئی تہذیب نے ہمیں اپنی شناخت کو چھوڑ کر غیروں کی راہ پر چلنے پر مجبور کر دیا۔

حقوق وفرائض کا احساس قوانین فطرت واسلامی اصول وضابطہ سے کوسوں دور چلا گیا۔ اجتماعیت کا شیرازہ بکھرتا چلا گیا۔ خودغرضی اور خودپرستی کا شیطانی حربہ ہم پر حملہ آور ہوتا گیا۔ خوف آخرت وہدایت قرآنی دنیاوی رنگ وروپ کے سامنے مدھم پڑ گئی اور نفسانی خواہشات کی غلامی میں گرفتار ہوکر اپنے مفاد کے لیے سماج کے ہر مفاد کو بھینٹ چڑھادیا، اور فرعونیت وقارونیت کی لہر رگ رگ میں دوڑنے لگی اور سماج کے اندر افراتفری کا ماحول گرم ہوتا گیا۔ پیار ومحبت، اتحاد واتفاق خواب بن کر رہ گیا اور بہت ساری برائیاں ہمارے سماج کے اندر داخل ہوگئیں دیرینہ تعلقات، آپسی محبت، باہمی احترام واعتماد کی فضا زہر آلود ہوتی چلی گئی۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ خطبہ دیا جس میں فرمایا کہ اے جماعت مہاجرین، پانچ خصلتیں ہیں جن کے متعلق میں اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتا ہوں کہ وہ تمہارے اندر پیدا نہ ہوجائیں ایک یہ کہ جب کسی قوم میں بے حیائی پھیلتی ہے تو ان پر طاعون اور وبائیں اور ایسے نئے نئے امراض مسلط کر دیئے جاتے ہیں جو ان کے آباد اجداد نے سُنے بھی نہ تھے۔

اور دوسرے یہ کہ جب کسی قوم میں ناپ تول کے اندر کمی کرنے کا مرض پیدا ہوجائے تو ان پر قحط، گرانی اور محنت ومشقت اور حکام کے مظالم مسلط کر دیئے جاتے ہیں۔

اور تیسرے یہ کہ جب کوئی قوم زکوٰۃ ادا نہ کرے تو بارش بند کر دی جاتی ہے اور چوتھے یہ کہ جب کوئی قوم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے عہد کو توڑ ڈالے تو اللہ تعالیٰ ان پر اجنبی دشمن مسلط فرما دیتے ہیں جو ان کے مال بغیر کسی حق کے چھین لیتا ہے۔

اور پانچویں یہ کہ جب کسی قوم کے ارباب اقتدار کتاب الٰہی کے قانون پر فیصلہ نہ کریں اور اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ احکام ان کے دل کو نہ لگیں تو اللہ تعالیٰ ان کے اندر آپس میں منافرت اور لڑائی جھگڑے ڈال دیتے ہیں۔

(ابن ماجہ، بیہقی)

ہم تو امت محمدیہ سے ہیں، حضرت محمد مصطفیٰ ؐ کو اپنا رسول تسلیم کر چکے ہیں۔ ہم وعدہ کر کے آئے تھے، ہم دنیا سے جہالت کے اندھیرے کو دور کریں گے، تمام برائیوں کو مٹا دیں گے، خدا کی بادشاہت سرزمین پر قائم کریں گے، ان کے ایک ایک فرمان کو سینہ سے لگائیں گے۔

قرآن گواہ ہے اور جب وعدہ لیا تیرے رب نے اولاد آدم سے بلا امتیاز مذہب وملت، رنگ وروپ، نسل وقوم ووطن، بلا امتیاز فکر ونظر از حضرت آدمؑ تا قیامت آنے والے تمام انسانوں کی روحوں سے حق تعالیٰ نے وعدہ لیا، اپنی ربوبیت کا اقرار لیا۔ وعدہ کیا تو ہی ہمارا رب ہے۔" حالانکہ ایسی مثال بھی ملتی ہے کہ کوئی خلاف محمدؐ کسی کا قلم اٹھا تو معاشرہ میں آگ سی بھڑک جاتی ہے۔ کفر کا فتویٰ لگا دیتے ہیں۔ قتل کی دھمکی تک دے ڈالتے ہیں۔ مگر ذرا اپنے گریباں میں جھانک کر دیکھیں۔ جناب محمد رسولؐ کے نام پر اپنے کو مٹا دینے والے۔ نظروں کے سامنے آج کل کیا ہو رہا ہے۔ جاں نثاری کا ثبوت دینے والے

کیا ایک بڑی تعداد معاشرہ کی اپنے تاریخی کردار سے منحرف وآمادۂ بغاوت نہیں؟ اللہ سے مایوسی اور غیر اللہ سے امیدیں نہیں رکھتے؟

اللہ اور رسولؐ سے وفاداری و محبت کا اظہار صرف ایک روایت نہیں ؟
حد تو یہ ہے کہ شراب نوشی اور سود خوری سے بھی ہم اچھوتے نہیں ۔
زمانہ سوال کر رہا ہے ۔۔
کیا یہی اسلام ہے ؟
کہیں ذات برادری کے نام پر بغاوت تو کہیں اقلیت و اکثریت کے نام پر تنازعہ ۔
امیری و غریبی کی بڑھتی ہوئی کھائی ۔
ایک دوسرے سے نفرت ۔۔
ہر فرد کا ایک دوسرے سے سہما سہما سا رہنا ۔۔
کیا ہوا وہ پیمانہ جو قرآن و سنت رسولؐ سے ملا تھا، جس سے زندگی کے اندر انسانیت داخل ہوئی تھی ۔
مگر افسوس آج باطنی شعور افسردہ ہو چلا اور عقل و روحانیت مردہ ۔۔
اپنی بھلائی ۔ اپنا مفاد دل میں گھر کر گیا ۔ آخر کار جب دین و مذہب کا سوال روبرو آتا ہے تو ہم سبھی دعوے دار ہیں کہ ہم کلمہ گو ہیں ۔
جب ہمارا خدا ایک ،
رسول ایک ،
اور خدا کی کتاب قرآن ایک ۔۔
پھر یہ نفرت کی دیوار کہاں سے ۔ کیسے ۔ اور کیونکر
کسی در در پر آہ نکلنا تو در کنار ، ایک دوسرے کا خون بہانا بھی بہادری کہا جانے لگا ۔
کیا کسی ذات برادری کا الگ خدا اور رسول ہے ؟
کیا امیر اور غریب کا دوسرا مذہب ہے ؟
پھر یہ دوری کیوں ؟
ان تمام احکام کا جو نبی نے زندگی کے ہر شعبہ میں چار چاند لگانے کے لیے فرمایا ۔
کیا یہی تقاضہ ہے کہ ایک کلمہ گو دوسرے کلمہ گو کا ذاتی عصبیت کی بنا پر گلا کاٹے ۔

کیا اس کے لیے کوئی شرعی اجازت یا فتویٰ ہے ؟

حضرت عبداللہ بن عمرؓ حضور کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں :

> مسلمان مسلمان کا بھائی ہے ۔ نہ اس پر ظلم کرتا ہے نہ اس کی مدد سے باز رہتا ہے، جو شخص اپنے بھائی کی کسی حاجت کو پوری کرنے میں لگا ہو گا، اللہ اس کی حاجت پوری کرنے میں لگ جائے گا اور جو شخص کسی مسلمان کو کسی مصیبت سے نکالے گا، اللہ تعالیٰ اس کو روز قیامت کی مصیبتوں میں سے کسی مصیبت سے نکال دے گا ۔ اور جو شخص کسی مسلمان کی عیب پوشی کرے گا، اللہ قیامت کے روز اس کی عیب پوشی کرے گا ۔ (بخاری و مسلم)

ہم مسلمان ہیں
مگر ہم خود اپنی حقیقت سے کس قدر بے خبر ہیں ۔
خوش فہمیوں کے بیاباں میں بے دست و پا بن گئے ۔
دماغی شعور اور جسم کے حرکات بے سود ہو چکے ۔
دن رات آپسی تنازعے و جھگڑے، ایک دوسرے کو زیر کرنے کی جد و جہد،
ہم امن پسند ہیں مگر امن سے الرجی ہے ۔
زمانہ دبی زبان سے سوال کرتا ہے ۔ امن کا پرچم تھامنے والے ۔ دیکھو
یہ ٹکراؤ کیوں ؟
شاید اس لیے کہ جہاد فرض ہے .... ؟
غیر مسلم طاقت ور ہیں
منتشر نہیں ہیں، منظم ہیں
اس لیے آپس میں ہی لڑ کر اس فرض کی ادائیگی کر لیتے ہیں ۔
..... کوئی گناہ تو نہیں ..... جہاد فرض ہے کہیں پورا کر لیا ۔

یہی ہے ہماری مسلمانیت ...... افسوس میرا ادراک کتنا تنگ ہے ؟
خود کو نہ پہچان سکا ...... خود سے کس طرح اجنبی ہوں
اپنی ابتدا سے واقف نہیں ہو سکتا۔

ہم مسلمان ہیں !
مسجد .... مسجد اللہ کا گھر ہے
یہ کسی کی ملکیت ہے نہ جاگیر

یہ اللہ کا گھر ہے۔
مسجدیں مسلمانوں کے لیے محض پنجگانہ نماز پڑھنے کی جگہ نہیں بلکہ فلاح و بہبود کا مرکز
بھی ہیں۔ ہر اذان میں فلاح کی دعوت دی جاتی ہے
بلایا جاتا ہے فلاح کی طرف
دنیا میں بھی فلاح و کامیابی اور آخرت میں بھی ......
نمازوں میں صف بندی اتحاد کو جنم دیتی ہے
گروہ بندیوں سے نجات ملتی ہے
مگر آج مسجد پر نئے نئے جھنڈے لہرا رہے ہیں۔
مگر آج یہاں بھی دیوار ... نفرت کی دیوار ....
داخلہ پر پابندی
اللہ کے گھر میں انسانی دیوار کیوں
کلمہ گو کے داخل ہونے پر ناراضگی کیوں ..... ؟
کیا مسجد ناپاک تو نہیں ہو گئی۔ ذرا اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھیں
ہم اعمال کے پلہ پر کتنے کھرے اترتے ہیں۔
مسجد کو قید کرنا۔ میری سمجھ سے یہ عمل گھناؤنا ہے۔
ہم مسلمان ہیں
زبان سے اقرار اور دل سے شہادت کے بعد دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔

اللہ کے کلام پر اور اس کے حبیبؐ پر ایمان اور ان کی اتباع کو لازمی قرار دیا۔
نماز ۔ خدا کے حبیب نے اسے آنکھوں کی ٹھنڈک بتایا۔ دنیا و آخرت میں
نجات کا ذریعہ۔
مگر نماز جیسی بیش بہا دولت کو بھی ایک دوسرے کے پیچھے ادا کرنا دل کو ناگوار گزرتا ہے
وہاں بھی وہی نفرت کی بو
ایسا کیوں ؟
اپنی شخصیت سے اجنبیت کا شکار کیوں
کھلی آنکھوں سے دیکھیے، ذہن کے اجالے میں خود کو حاضر کیجیے۔
کیا یہ ہمارے اندر ایک دراڑ پیدا نہیں کرتا ؟
مگر مجھے دنیا جو کہے

میری نماز دیوبندی، شافعی اور اہلحدیث وغیرہ سب کے پیچھے ہو جاتی ہے۔ جس شخص سے میں نے کلمہ توحید سنا اس سے یہ بھی سنا کہ " اور سب مل کر خدا کی (ہدایت کی) رسی پکڑے رہنا اور متفرق نہ ہونا " (آل عمران)

اگر میں اس پر عمل نہیں کرتا تو کلمہ توحید کے تقاضوں کو پورا نہیں کرتا اور نہ اس کے پیغام کو صحیح طریقے سے دل میں اتار سکتا۔
کیونکہ

مذہب اسلام الہامی مذاہب کی آخری کڑی ہے۔ جو انسان اپنی حیثیت کی شناخت اور ان دیکھی طاقت کے ساتھ تعلق اور دوسری مخلوقات کے ساتھ رابطے کی بنیاد مہیا کرتا ہے۔ اسلام کی نظر میں بنی نوع انسان ایک ماں باپ کی اولاد ہیں۔ رنگ و نسل یا جغرافیائی حدود محض پہچان کی آسانی کے لیے ہیں۔ ایری

غریبی، رنگ ونسل، زبان جغرافیائی حدود کسی طرح بھی انسانوں میں فرق پیدا نہیں کرنیٔ۔

ہم مسلمان ہیں

مذہب کو پیشے کے طور پر استعمال نہ کریں۔

اس کی تجارت بری چیز ہے۔ اپنی بڑائی وشہرت کی خاطر مذہب کو تجارت نہ بنائیں۔ جان بوجھ کر مذہبی دکانیں کھول رکھی ہیں، جہاں سے تفرقہ کے بیج فروخت کیے جاتے ہیں۔ معاشرہ کو اندھیروں میں نہ دھکیلیں۔

راہِ مستقیم سے دور نہ لے جائیں۔

اللہ کے بندوں کے بیچ تفرقہ ڈالنے سے بہتر ہے کہ کوئی موثر راہ تلاش کریں۔

اللہ کے سوا بندوں کو اپنی عبادت پر مجبور نہ کرو۔

ہم مسلمان ہیں۔ کیا اس حدیث کو بھی جھٹلا سکتے ہیں

حضرت عیاض رضؓ بن حمار کی روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا:

تین قسم کے آدمی جنتی ہیں، ان میں سے ایک وہ شخص ہے جو ہر رشتہ دار اور ہر مسلمان کے لیے رحیم اور رقیق القلب ہو (مسلم)

حضرت نعمان رضؓ بن بشیر کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تم مومنوں کو آپس کے رحم اور محبت اور ہمدردی کے معاملہ میں ایک جسم کی طرح پاؤ گے کہ اگر ایک عضو میں کوئی تکلیف ہو تو سارا جسم اس کی خاطر خرابی اور بخار میں مبتلا ہو جاتا ہے (بخاری ومسلم)

حضرت ابو موسیٰ اشعری کہتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا

> مومن دوسرے مومن کے لیے اس دیوار کی طرح ہے جس کا ہر حصہ دوسرے حصہ کو مضبوط کرتا ہے ۔ (بخاری و مسلم)

میرے دوستو !

ایک نگاہ اس پر بھی ڈالتے چلیں

تعلیم محمدی پر اپنے کو نچھاور کرنے والے ذرا دیکھیے معاشرہ کراہ رہا ہے ۔ ان غلط رسوم و رواج کے گرفت سے تلک وجہیز جیسا روگ ہر گھر میں وبا کی طرح پھیل گیا ہے ۔ جو بیٹیاں کبھی خاندان میں رحمت تھیں آج زحمت بنی بیٹھی ہیں ۔ ہماری جوان بیٹیاں زندگی کی ایک ایک گھڑی خون کے آنسوؤں میں گھٹ گھٹ کر گذار رہی ہیں ۔

تلک جہیز کے اس گھناؤنے رواج نے اجاڑ کر رکھ دیا ۔ سارے انسانی آبادی کو ۔

لگادی آگ امن و امان بھرے معاشرہ میں

اس ظالمانہ رواج نے ایسی شیطانی راہ اختیار کر لی ہے کہ ہماری بیٹیاں روز بروز نئی نئی مصیبت سے دوچار ہوتی جارہی ہیں ۔

کہیں طلاق کی ماری محرومیت کی زندگی کاٹتی تو کہیں جہیز کے نام پر زندہ جلا دی جاتی ، تو کہیں خودکشی پر مجبور ہو جاتی ہیں ۔

بتاؤ ان گناہوں کا بوجھ کس کے سر پر ہے ؟

یہ کلنک کا ٹیکہ ماتھے پر لیے پھرنے والو ، ذرا احساس کرو کہ زمین کا ذرہ ذرہ اس رسم پر لعنت کرتا ہے اور زمانہ سوال کر رہا ہے ۔

کیا بجھ گئی تیری وہ روشنی جو قرآن و سنت رسول سے ملی تھی ۔ کیا جواب ہے اس کا ؟

ہمارا معاشرہ عقائد کے اختلاف جیسی لاحق بیماریوں میں غرق ہے ، کہیں شیعہ ، کہیں سُنی ، دیوبندی تو کہیں بریلوی تو کہیں وہابی ۔ ایک دوسرے سے باہمی اختلافات عروج

پر ہیں۔ ایک دوسرے کو ہم سبھی اسلام سے دور سمجھتے ہیں۔ حد تو یہ ہے کہ اصلاح معاشرہ کے اسٹیج سے بڑے ہی نازک انداز میں ایک دوسرے پر کیچڑ اچھالنے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ برسر منبر کسی کو کافر، کسی کو قبر پوجنے والا، تو کسی کو غیر مقلد کہہ کر پکار دیتے ہیں۔ اس غلیظ سیاست کے دَور نے ہمیں تو اس مقام پر لا کھڑا کر دیا کہ ایک مسلک والے دوسرے مسلک والے کا خون بہا دینا اسلام کی بڑی خدمت مانتے ہیں۔

حنفی، شافعی، حنبلی، مالکی

یہ تو علم کے موتی ہیں، ان سے نفرت کی دیواریں تعمیر نہ کریں۔

کئی سوالات ضمیر کو جھنجھوڑ رہا ہے۔

> کیا موت کے وقت کوئی مسلک کا فرشتہ روح قبض کرنے کی خاطر آئے گا؟
>
> کیا قبر میں منکر نکیر کا سوال و جواب حنفی (دیوبندی، بریلوی) شافعی، مالکی و اہلحدیث کے بارے میں ہوگا؟
>
> پل صراط کو پار کرنے کے لیے اپنا کسی خاص مسلک سے تعلق بتانا ہوگا؟
>
> اعمال کے پلہ کے نزدیک کسی مسلک کا سرٹیفیکیٹ یا آئیڈنٹی کارڈ دکھا کر اعمال کو درست کرالیں گے؟

کیا ایسا ہوگا؟ اگر نہ ہوگا تو یہ نفرت کی دیوار کیسی

آیئے ایک حقیقت آپ کے روبرو پیش کرتا ہوں، اگرچہ ہچکچاہٹ تو محسوس ہوتی ہے، مگر حق بات کہہ دینا کوئی گناہ نہیں۔ آپ سبھی جانتے ہیں کہ ۲۹۔۳۰ مئی ۹۴ء (مطابق ۱۷-۱۸ ذی الحجہ بروز اتوار، سوموار) کو انجمن اتحاد المسلمین چریا ملاک کی طرف سے اصلاح معاشرہ کانفرنس سنوریا میں ہوئی تھی۔

علمائے کرام کو دعوت دینا میرے ذمہ تھا۔

جہاں جاتا ــــ سوالیہ جملہ استعمال ہوتا ــــ کون کون لوگ آرہے ہیں؟

دیوبندی، بریلوی، وہابی
ایک دوسرے کے متعلق سوال کھڑا کرتے۔ اسٹیج پہ ایک دوسرے کے ساتھ کیوں کر جاؤں۔ مگر خدا کا فضل۔

اس جواب کے علاوہ کیا دوں ـــ

حضور! اگر کوئی مسلکی خدا یا شریعت ہو تو اپنی جگہ ہی قید کر کے رکھیں۔

عوام تو بیتیا ہے۔ قرآن وسنت کی روشنی میں ایسی باتوں کے لیے جو اصلاح معاشرہ کے لیے کارگر ثابت ہو سکے۔ اس لیے کوڈ نمبر ۲۴/۹۲ کی الجھن سے عوام کو آزاد کیجیے۔ پتہ نہیں یہ نمبر کی الجھن ہمیں کہاں، کس گہرائی میں لے جا کر چھوڑے گی؟

خدا جانے!

ایسا نہ ہو کہ اپنے ہی چراغ سے اپنا ہی گھر جل کر خاک میں مل جائے۔

دوسری مثال دیکھیے:

جناب مولانا شمس نوید عثمانی صاحب اپنی کتاب "اگر اب بھی نہ جاگے تو" میں لکھتے ہیں: کہ یقین کیا جاتا ہے کہ ڈاکٹر امبیڈکر جو ہریجنوں اور ہندوستان میں ماندہ ذاتوں کے سب سے مقبول رہنما تھے، ہندوستان کی پوری ہریجن آبادی کے ساتھ اسلام قبول کرنے کے خواہش مند تھے۔

گاندھی جی کو جب یہ معلوم ہوا تو انھوں نے ڈاکٹر امبیڈکر سے پوچھا ـــ

تم کون سا اسلام قبول کرنا چاہتے ہو؟

شیعہ مسلمان والا۔ یا سنّی مسلمان والا۔

اگر شیعہ ہونا چاہو تو ان میں بھی بہت سے مذہبی فرقے ہیں۔ کس فرقے کا اسلام قبول کروگے؟

اگر سنی ہونا چاہتے ہو تو ان میں بھی بہت سے مذہبی فرقے ہیں۔

دیوبندی۔ بریلوی۔ وہابی وغیرہ،

اور ان سب میں آپس میں ایسی نفرت ہے کہ ایک دوسرے کو داخل اسلام نہیں مانتے۔

ڈاکٹر امبیڈکر نے اس گفتگو کے بعد اپنا ارادہ تبدیل کر دیا۔ اور کہا کہ میں سمجھتا تھا کہ اسلام میں ذات پات نہیں ہوتی۔ اور اس لیے میں اس مذہب کو پسند کرتا تھا۔

یہ وہ عبرت کی داستانیں ہیں جن کی سیاہی ابھی تاریخ کے صفحات میں خشک بھی نہیں ہوئی پائی ہے، کیا اس طرح کی باتوں سے مسلمان کے وقار کو ٹھیس نہیں لگتی۔

برادران ملت!

ان تمام موضوع پر کچھ لکھ دینا یہ کہہ دینا ۔ میرا منشا تنقید کا نہیں۔

حالانکہ میں بھی کسی مسلک یا ذات سے جڑا ہوا ہوں۔ کسی مسلک سے وابستگی یا ذاتی خیالات، یہ اپنا ذاتی معاملہ ہے، یا خدا ہی جانے اس راز کو۔

کس کا عمل بے داغ و جہنم سے رہائی کا ذریعہ بنے گا، وہ جانے۔ میرے پاس اتنی ہمت نہیں کہ کسی پر قلم اٹھا دوں۔ مگر اتنا ضرور کہوں گا کہ اسے ایک دوسرے پر ترجیح دینا میری سمجھ سے عقل کی بات نہیں۔ اور نہ ہی اس پر معاشرہ کے وقار کا سودا کیا جا سکتا ہے۔

مگر سوال ہے۔

قوم و ملت کے وقار و شناخت کا

جیسا کہ ایک ہندو جو سینکڑوں معبود کو اپنا خدا مانتا ہے۔ سیکڑوں معبودوں کا مندر ہے۔ بے شمار عقائد کے ماننے والے ہیں۔ آگ اور پانی تک کو اپنا معبود مانتا ہے۔ مگر جہاں وقار و شناخت کا سوال کھڑا ہوتا ہے تو وادی کشمیر سے جو آواز نکلتی ہے وہ بنگال کی کھاڑی میں پہنچ جاتی ہے۔ اور اپنے مذہب یا اپنے وقار پر ٹھیس لگنا قبول کرنے کو تیار نہیں ہوتا۔ گرچہ سیکڑوں ذات کے لوگ ہیں، چھوا چھوت ہے، ایک دسترخوان پر بیٹھ کر مل جل کر نہیں کھا سکتے۔ ایک دوسرے ذات برادری میں شادی بیاہ نہیں کر سکتے۔ پھر بھی ایک ہندو کی پہچان پر آواز کے ساتھ ہر ذاتی اپنی آواز ملا دیتا ہے۔

کیا اس حقیقت سے انکار کر سکتے ہیں؟

مگر ایک کلمہ گو، جو ایک خدا کو مانتا ہے۔ قرآن پر ایمان رکھنے والا، رسول کو تسلیم کرنے والا، ایک ہی دسترخوان پر بیٹھ کر کھانے والا، ایک دوسرے عقائد یا ذات سے شادی بیاہ،

روانے والا۔ اپنے آپ کو ایک مہذب قوم اور دنیا کا آئینہ دار سمجھنے والا، اپنے کردار و گفتار کو قوانین فطرت و اسلامی ضابطہ پر دم بھرنے والا۔

یہ کون سا چھوت کا روگ لگ گیا ہے کہ اسلام کو مدرسہ و مساجد تک ہی محدود کر دیا۔ اور اپنے معاملات، اخلاقیات، سیاسیات وغیرہ کو اسلام سے کنارہ کر اخلاق حمیدہ و روحانیت کے ذوق کے بجائے تعصب، تنگ دلی، نفرت کے جذبات کو بھڑکانے میں ساجھے دار بنے نتیجتہً آواز جو مساجد کے دروں سے نکلی، وہ دنیاوی آب و ہوا میں گھل مل کر رہ گئی۔ اور ہمارے سروں پر جوں تک نہیں رینگی؟ کیا یہی ہماری صفت ہے؟

برادرانِ ملت! آیئے۔ ہم سبھی مل کر ایک ایسا متحدہ پلیٹ فارم تیار کریں جس کی آواز قوم کی آواز ہو، از مسلک، خاندان، رشتہ داری، ذاتی گروہ تعریف و تنقید، نفع و نقصان سے بے نیاز و بالاتر ہو کر حقیقی تصویر پیش کرتے ہوئے۔ دل کے چوٹ بھرے درد پر انگلی رکھیں، اور زمانہ کے چیلنج کو قبول کرتے ہوئے آواز دیں۔ ہم ایک ہیں۔ ہم ایک ہیں۔

ہمارا اتحاد برقرار رہے۔

ہم اپنے وقار و عظمت کا سودا نہیں کریں گے۔

یقین ہے اگر وعدہ کو یاد کریں تو ہم اپنے تمام سماجی برائیوں کو مٹا سکتے ہیں۔

جس نے ہمیں اپنی گرفت میں لے لیا ہے۔

لہٰذا ہماری یہی آرزو ہے کہ اللہ ہمیں تمام نفرت و نفاق سے آزاد کر دے اور ہمارے سینہ میں اتحاد و اتفاق کا دیپ اجاگر کر دے۔

ملی اتحاد زندہ باد

ادائے محمدیؐ پائندہ باد

آمین! ثم آمین!

ناچیز

احمد حسین انور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا وَّلَا تَفَرَّقُوا

اور مضبوط پکڑے رہو اللہ تعالیٰ کے سلسلہ کو اس طور پر کہ باہم سب متفق بھی رہو اور باہم نا اتفاقی مت کرو

•

پیش لفظ

کسی بھی تنظیم کو منزل مقصود تک پہنچانے کی خاطر ایک ٹھوس اصول وضابطہ (دستور) لازمی ہے۔ جو انفرادی اور اجتماعی زندگی میں مشعل راہ کا کام کرتا ہے۔ اس سے قوم کی عظمت اور بلندی کا احساس ہوتا ہے۔ انسان کو غیر جوابدہ اور غیر ذمہ دارانہ خصلتوں سے پاک کر کے اس کے اندر صبر وتحمل، ہمت واستقلال، احسان وحسن کردار کا جذبہ اور حق وباطل کی تمیز پیدا کرتا ہے۔ قوم کی تعمیر وترقی کے علاوہ فریب نفس سے محفوظ رکھتا ہے۔ انسانیت وشرافت کا تاج اسی اصول وضابطہ سے نصیب ہوا۔

تحقیق ومشاہدات کے مدنظر اس حقیقت کو قبول کرنا ہوگا کہ جس قوم نے اپنے اصول وضابطہ (دستور) کو نظر انداز کر کے زندگی گزارا وہ اخلاقی، سماجی، تعلیمی، معاشی و معاشرتی پستی کا شکار ہوگئی۔ اور حالات کا جائزہ لیں تو آئینہ کی طرح صاف دکھائی دے گا کہ نفسانی خواہشات کی رہبری نے اسے تباہ وبرباد کر کے ہی چھوڑا اور دنیا وآخرت کی تمام بھلائیاں بے سود ہو کر رہ گئیں۔

دستور انجمن اتحاد المسلمین اپنے عوام کے نقاضوں کی قدر کرتا ہے۔ اپنی ذمہ داری حق وانصاف کے ساتھ نبھاتا ہے۔ اسلامی اصولوں کے رنگ وروپ میں ڈھالنا دستور کا خاص مقصد ہے۔ انتشار ونفرت سے معاشرہ کو پاک کرنا، اور تنظیم کو بھی بااصول بنانا ہے۔ کوشش ہوگی کہ انشاء اللہ یہ دستور انجمن کی خاطر زیادہ سے زیادہ مفید ثابت ہو تاکہ خودغرض وخود پرست عناصر سے معاشرہ کو چھٹکارا ملے۔

کئی ادارہ (تنظیم) کے دستور کا مطالعہ کرنے کے بعد انجمن اتحاد المسلمین (اصلاح معاشرہ) کے دستور کا مسودہ تیار کیا گیا۔ احمد حسین انور جنرل سکریٹری نے ایوان عاملہ سے منظور شدہ مسودہ کو ایوان نمایندگان کے خصوصی میٹنگ واقع چریا جامع مسجد میں ۲۵ دسمبر ۱۹۹۴ء کو پیش کیا۔ بحث ومباحثہ کے بعد اس پر منظوری کی آخری مہر لگا کر چھپوانے کی اجازت مل گئی۔

بڑی ناقدری وغافلانہ بھول ہوگی۔ ان لوگوں کا شکریہ ادا نہ کروں جن لوگوں نے انجمن کے قیام میں اپنے وقت مال وجان کو لٹایا ہے۔ ساتھ ہی شکرگزار ہوں ان علماء کرام کا اور احسان بھی ہے جنھوں نے دستور سازی کرنے واس پر نظر ثانی وکتاب کی ترتیب میں مدد کی۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ حضرات کے علم سے مسلمانوں کو بہرہ یاب کرے۔

دستور ساز کمیٹی

انجمن اتحاد المسلمین

چریا بلاک

مشرقی چمپارن

باسمہٖ تعالیٰ

انجمن اور اُس کی ضرورت

آج ہم دنیا میں اپنے عمل و کردار کو نامعلوم گہرائیوں میں ڈھکیل کر بدحالی اور خستہ حالی کی زندگی گذارنے پر مجبور ہیں۔ بہت ساری خرابیاں اور بگاڑ پیدا ہو گئے کہ زمانہ کے سامنے زبان گونگی ہو کر رہ گئی ہے۔ ظاہری اور باطنی خزانہ جو زندگی سوارنے کو ملا اور وہ دھیرے دھیرے خالی ہوتا گیا۔ بسے بسائے خیمہ کو دنیا کی لہو و لعب کے طوفان نے اکھاڑ دیا۔ طاقت نہیں اور وہ ہمت نہیں کہ اسے تھامیں۔ پاؤں تلے سے زمین کھسک گئی اور ہم تماشائی بنے ہوئے ہیں۔ دو جہاں کی دولت مجھے ملی مگر نہ طریقہ۔ نہ شوق نہ وہ حوصلہ ہی رہا کہ اسے سینہ سے لگاؤں۔ مگر کہہ تو رہا ہوں کہ ہم مومن ہیں، اور ہم اسلام کے پیروی کرنے والے سچے سپاہی ہیں۔ گرچہ اسلام تو ایک ٹھوس مکمل نظام حیات ہے۔ اس کا دائرہ صرف عبادت تک محدود نہیں بلکہ زندگی کے ہر گوشہ سے اس کا لگاؤ ہے۔ کسی مسلمان کے لیے یہ ہرگز جائز نہیں کہ وہ انفرادی زندگی میں تو اسلام کی پیروی کرے اور اجتماعی زندگی میں من مانی زندگی بسر کرے۔ ایسی زندگی اسلامی زندگی نہیں۔ یہ کہا جائے تو غلط نہ ہوگا کہ دنیا میں تنظیم و اتحاد، طاقت و قوت اسلام کی بنائی ہوئی راہ میں ہے۔ اور یہ جماعتی زندگی میں پوشیدہ ہے۔ اور یہ بھی حقیقت ہے کہ جماعتی زندگی کا بھی تصور مرکزیت میں پوشیدہ ہے۔

اس لیے ایک وقت آیا، اور ایک جذبہ چر یابلاک کے مسلمانوں کے اندر جگا اور اپنی گذشتہ داستان پر غور کرنے کی خاطر یکجا جمع ہوئے اور زندگی کے ہر داستان کو اپنے لوگوں کے بیچ رکھا، وہ جگہ تھی ۔ مدرسہ منبع العلوم، مادھوپور ۔ ۳۱ر اکتوبر ۱۹۹۳ء روز اتوار

بحث و مباحثہ کے بعد ایک انوکھے جذبات کے ساتھ تمام حاضرینِ مجلس نے ایک آواز ہوکر وعدہ کیا کہ ہم لوگ اس انفرادی زندگی پر اجتماعی زندگی کو ترجیح دیں، اور ایک ٹھوس نظام قائم کریں جس کے ذریعہ ہم لوگ انشاء اللہ اسلامی ضوابط وقانون پر خود کو عمل کرانے پر آمادہ ہوں اور دوسروں کو بھی اس کی تعلیم دی جائے ۔ تاکہ ہم لوگوں کی کھوئی ہوئی دولت پھر نصیب ہوجائے۔ اور ایک کمیٹی بنائی جائے جس کے ذریعہ ہم سبھی کو ایک ساتھ اٹھنے بیٹھنے کا موقع ملے ۔ اپنے خیالات کے اظہار کا موقع ملے اور اس کے لیے ایک دستور بنایا جائے جو انفرادی و اجتماعی زندگی میں نظم وضبط عطا کرے اور جینے کا سلیقہ و شعور بھی۔

آپسی رائے مشورہ سے اس کمیٹی کا نام "انجمن اتحاد المسلمین"

رکھا گیا، اور طے پایا کہ اس کا مرکز (صدر مقام) چر یا ہوگا۔

اور یہ کمیٹی ۳۱ر اکتوبر ۱۹۹۳ء، بروز اتوار کو قیام میں آئی۔

دعاؤں کے بعد مجلس اختتام پر پہنچی اور چلتے چلتے صدائیں بلند ہوئیں کہ اللہ ہمیں اس آیت کریمہ پر ایمان رکھنے کی توفیق عطا فرمائے ۔ آمین :

"كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ ط"

("تم لوگ اچھی جماعت ہو کہ وہ جماعت لوگوں کے لیے ظاہر کی گئی ہے۔ نیک کاموں کو بتلاتے ہو، اور بری باتوں سے روکتے ہو اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے ہو۔")

●

باسمہٖ تعالیٰ

باب ۳

انجمن اتحاد المسلمین کے اغراض ومقاصد

۱۔ تنظیم کا قیام شریعت کی روشنی میں ہوگا تاکہ ہم مسلمانوں کی انفرادی واجتماعی زندگی میں اسلامی شعور پیدا کیا جا سکے۔

۲۔ تنظیم کے ذریعہ عبادات واخلاق اور معاشرہ میں اصلاح کی تحریک پیدا کرنا۔

۳۔ عوام الناس میں خدمت خلق کا جذبہ پیدا کرنے کے لیے کوشش کرنا۔

۴۔ مسلمانوں کے حقوق ومفادات کی حفاظت اس انداز میں کرنا تاکہ کلمہ کی بنیاد پر اجتماعی طاقت کو مضبوط ومتحد کیا جا سکے۔ تاکہ احکام خداوندی اور سنت پر عمل کی راہ ہموار ہو سکے۔

۵۔ اسلامی رواداری کے وقار کو برقرار رکھتے ہوئے تمام مذہبی فرقوں کے ساتھ خیرسگالی اور برادرانہ تعلقات کو مضبوط کرنے کی جد وجہد کرنا۔

۶۔ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ایک دوسرے کے حقوق کا احترام کرنا اور ایک دوسرے کی عزت وآبرو، جان ومال کی حفاظت کرنا۔

۷۔ امت مسلمہ کے اندر اعلیٰ وادنیٰ کا تصور ذاتی خیالات وعقائد جیسی منافرت کو انفرادی اور اجتماعی دونوں پہلوؤں سے دور کرنے کا عزم وحوصلہ پیدا کرنا۔

۸۔ فرقہ وارانہ تعصب ومنافرت اور تشدد کے خیالات کو دور کرنے کی خاطر عوام کے اندر

بیداری پیدا کرنا تاکہ کسی بھی فرقہ کے مذہبی اصول یا تہذیب و تمدن پر آنچ نہ آئے۔

۹- عبادات کے ساتھ معاملات جیسے نکاح، طلاق اور میراث وغیرہ کی قدر و قیمت کو لوگوں کے ذہن میں اتارنا اور پیدا شدہ خرابیوں کو دور کرنا۔

۱۰- مسلمانوں کے درمیان باہمی اتحاد اور اخوت پیدا کرنا۔

۱۱- مساجد اور مقابر وغیرہ کی حفاظت کرنا۔

۱۲- مسلمانوں کے فلاح و بہبود، تعمیر و ترقی کی خاطر تعلیمی جذبات (دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ سائنس، ٹیکنولوجی) کو ابھارنا اور اس کے لیے ادارہ قائم کرنا۔

۱۳- مفلس و نادار اور لاوارث کی تجہیز و تکفین کا انتظام کرنا۔

۱۴- یتیم و مسکین بچوں کے تعلیمی اخراجات کا بندوبست کرنا، مجبور، بے کس، بے سہارا کے علاج و معالجہ و شادی وغیرہ کا بندوبست کرنا۔

۱۵- حادثہ پیش آنے پر مصیبت زدگان کی امداد کرنا۔ مظلوم طبقے کے تحفظ کا خیال رکھنا اور پسماندہ طبقوں کی فلاح و ترقی کے لیے جد و جہد کرنا۔

۱۶- جان و مال، عزت و آبرو اگر خطرے میں پڑ جائے تو اس کی حفاظت کے لیے سماجی اور قانونی حق کی چارہ جوئی کرنا۔

۱۷- آپسی تنازعے کو شرعی پنچایت کے ذریعہ حل کرنا۔

باب ۲

انجمن اتحاد المسلمین کے شعبے

انجمن اتحاد المسلمین کا ۳۱ ر اکتوبر ۱۹۹۳ء روز اتوار کو قیام عمل میں آیا۔ واضح رہے کہ یہ ایک خالص دینی تنظیم ہے۔ اس تنظیم کا سیاسیات سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس تنظیم میں کئی شعبے بنائے گئے جو مندرجہ ذیل ہیں :

۱۔ شعبۂ تعلیم :

علم حاصل کرنا ہر مردعورت پر فرض ہے، بلکہ بغیر علم کی زندگی جانوروں سے بھی بدتر ہے۔ اور علم ہی کسی قوم کی ترقی و فلاح کے لیے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔ بغیر علم کے اسلامی زندگی کا تصور کرنا محال ہے۔ علم ایک ایسی کرن ہے جس سے قلوب منور ہوتے ہیں، اور حق و باطل کا شعور پیدا ہوتا ہے، اس لیے شعبہ تعلیم کے ذریعہ مندرجہ ذیل امور قابل توجہ ہوں گے :

(الف) دینی ادارہ قائم کرنا۔

(ب) جس گاؤں میں یہ ادارہ نہیں وہاں مکتب قائم کرنا۔

(ج) دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ سائنسی ٹیکنولوجی و پیشہ ورانہ تعلیم کو بھی فروغ دینا۔

(د) محلہ کے اندر ہر گھر سے جاہلیت دور کرنے کے لیے متعلقہ گاؤں کے ہی پڑھے لکھے نوجوانوں کا ایک ٹیم بنا کر رات میں تعلیم دینے کا انتظام کرنا۔

۲۔ شعبۂ تبلیغ :

اسلامی تعلیمات کی روشنی میں اسلامی شعور بیدار کرنا، دین کی باتوں کو لوگوں تک

لوگوں تک پہنچانا۔ دنیا و آخرت کی بھلائی کی راہ دکھانا، جماعتی زندگی گزارنے کا طریقہ گاؤں یا محلہ میں ایک ٹولی بنا کر وقتاً فوقتاً لوگوں کے اسلامی جذبات کو بیدار کرنا۔ اور اسلامی فرائض پر عمل کرانے کی تلقین کرنا۔

۳۔ شعبۂ تنظیم :

اصلاح معاشرہ کی خاطر محلہ یا گاؤں کو ایک حلقہ مان کر ایک کمیٹی کی تشکیل کرنا، جس میں محلہ کے نوجوان طبقہ کو زیادہ سے زیادہ ذمہ داری سونپنا اور ایک امیر مقرر کرنا۔ جس کے تحت اجتماعی زندگی گذارنے کا درس دیا جائے گا۔ محلہ کے تمام آپسی جھگڑے و تنازعے و اختلافات کو آپسی میل و محبت سے دور کیا جائے گا۔ تاکہ اپنی گاڑھی کمائی کو کورٹ کچہریوں میں لٹانے سے بچایا جا سکے کیونکہ معاشرہ تباہ ہے۔ محلہ یا گاؤں میں ہی ہر معاملہ کو سلجھایا جائے گا تاکہ ہمارے اندر پھر وہی بھائی چارگی پیدا ہو سکے جو ہم گنوا بیٹھے ہیں۔

۴۔ محکمہ شرعی پنچایت :

مسلمانوں کے باہمی اختلافات کو شرع اسلامی کے مطابق حل کرنا انجمن کا اولین فریضہ ہوگا۔ ہزاروں مسائل ہیں، جو ہم کو باہمی اختلافات کی وجہ سے لادینی کچہریوں کا چکر لگانے اور دولت کو مقدمہ بازی میں صرف پر مجبور کرتے ہیں۔ اس لیے ہماری ایک شرعی پنچایت ہوگی جو ہمارے مقدمات کا فیصلہ کرے گی۔ یہ شرعی پنچایت مرکزی مقام جیسے یا بازار کی جامع مسجد میں منعقد ہوگی اور اس کے ارکان شرعی احکام سے واقفیت رکھنے والے لوگ ہوں گے، جن کا انتخاب ایوان نمائندگان کے ذریعہ عمل میں آئے گا۔ اس پنچایت کا ایک صدر ہوگا جو قاضی کہلائے گا۔ اراکین پنچایت کے مشورے سے جو فیصلہ طے پائے گا قاضی کے دستخط سے جاری کیا جائے گا۔ یہ فیصلہ مخاصمہ کے ہر دو فریق کے لیے ماننا لازمی ہوگا۔

۵- مالی فنڈ :

طے شدہ پروگرام کے تحت عبادات کے بعد تنظیم کو سنوارنے کی خاطر مالی فنڈ کی بھی ضرورت ہوگی جس سے تمام اخراجات کو پورا کیا جا سکے ۔ اس فنڈ سے غریب مسکین بچوں کی پڑھائی لکھائی میں مدد ، بیوہ ، یتیم ، مسکین بچوں کی دیکھ بھال ۔ شادی بیاہ ، لاوارث کے کفن دفن ۔ قدرتی آفات میں امداد سود جیسی لعنت سے نجات دلانے وغیرہ پر خرچ کیا جائے گا ۔

باب ۳

شرائط

جس کمیٹی کی بنیاد ہم سبھی لوگ متحد ہو کر رکھنے جا رہے ہیں ، وہ اسلامی اصول وضابط پر مبنی ہوگی ۔ سیاسیات سے یکسر پاک وصاف ہوگی ، جسے آگے چل کر کسی بھی اختلاف کا سامنا کرنا نہ پڑے بلکہ اسلام کے اولین علمبرداروں کی سیرت و کردار ، ان کی ایثار و قربانی اور ان کی اولوالعزمی و حوصلہ مندی کی روشن کی ہوئی شمع سے روشنی حاصل کریں گے ۔

باب ۴

نام

انفرادی زندگی کے ساتھ ساتھ اجتماعی فلاح و بہبود کو فروغ دینے کی غرض سے اس تنظیم کو قائم کیا جا رہا ہے ۔ جس کا نام ہم سبھی نے "انجمن اتحاد المسلمین" رکھا ہے ۔ جس کا صدر مقام چریا ، مشرقی چمپارن (بہار) ہوگا ۔

باب ۵

ممبر

فی الحال جیرا یا بلاک کے گاؤں سے ممبروں کا انتخاب کیا جائے گا، جو باشعور ہوں تاکہ گاؤں کی رہنمائی ہو سکے۔ اور گاؤں یا محلہ کا مسئلہ اجلاس میں رکھ سکے۔

(اگر خدا نے چاہا تو اس تنظیم کو ضلع سے باہر بھی پہنچایا جائے گا)

باب ۶

تنظیم

تنظیم کے دستور کے مطابق بلاک کے ہر گاؤں یا محلہ سے اراکین کا چناؤ جمہوری طریقہ پر ہوگا۔ اس تنظیم میں دو ایوان ہوگا جس کا اجلاس علیحدہ علیحدہ اور مختلف اوقات میں ہوا کرے گا۔

مندرجہ ذیل دو ایوان ہوگا :

۱ - ایوان نمائندگان

۲ - ایوان عاملہ

اس انجمن کے مندرجہ ذیل عہدہ داران دارکان ہوں گے :

۱- صدر	۲ - نائب صدر
۳- ناظم اعلیٰ	۴- دو معاون ناظم
۵- خزانچی	۶ - اوڈیٹر (محاسب)

ان سبھی عہدہ داروں کا چناؤ بھی جمہوری طریقہ پر ایوان نمائندگان سے ہی ہوگا۔

باب ۷

ایوانِ نمائندگان

۱- ایوان نمائندگان سب سے اعلیٰ اور با اختیار ایوان ہوگا۔

۲- اس ایوان میں دینی معاملات سے دلچسپی رکھنے والے ہی کو نمائندگی دیجائیگی۔

۳- اس ایوان کی مدت پانچ سال کی ہوگی یہ مدت انتخاب کی تاریخ سے شمار ہوگی۔ اس ایوان کا اجلاس سال میں دو یا ایک مرتبہ ہوا کرے گا۔ غیر معمولی حالات میں صدر اور جنرل سکریٹری مل کر اجلاس طلب کر سکتے ہیں۔ ایسی صورت میں ۲۴ گھنٹہ پہلے بھی ایجنڈہ اجاری کیا جا سکتا ہے۔ اور معمولی حالات میں ایوان کے اجلاس کے لیے ایک ہفتہ قبل ہر ممبر کو تحریری طور پر اطلاع دینا ہوگا۔

۴- ایوان عاملہ کا چناؤ ایوان نمائندگان اپنے ہی ممبروں میں سے کرے گا، جو ۲۱ ممبران پر مشتمل ہوگا اور اس کا اجلاس کم از کم سال میں چار مرتبہ بلانا ضروری ہوگا۔

۵- ایوان نمائندگان ہر گاؤں یا محلہ میں سب کمیٹیوں کی تشکیل کرے گا۔ مگر یہ خیال رکھا جانا ضروری ہے کہ سب کمیٹی مرکز کے تحت ہی کام کرے گی۔

۶- اس ایوان میں چھوٹی بستی سے ایک اور بڑی بستی سے تین ۳ ممبران کو ہی نمائندگی دی جائے گی۔

۷- اس ایوان میں تمام سب کمیٹیوں کی کارکردگی کی رپورٹ ایوان عاملہ کے ذریعہ پیش کرنا، اور آخری فیصلہ دینا ایوان نمائندگان کا اختیار ہے۔

۸- ایوان کے اراکین پابندی سے اجلاس میں شرکت کریں گے، ساتھ ہی مسلسل تین اجلاس میں غیر حاضری کے بعد ایوان نمائندگان کو اختیار ہوگا کہ دلچسپی نہ لینے والے اراکین کو رکنیت سے الگ کر دے۔ جس پر کسی کو اعتراض نہ ہوگا۔

باب ۸

ایوانِ عاملہ ۔ فرائض واختیارات

۱۔ یہ ایوان ۔ ایوان نمائندگان سے منتخب افراد پر مشتمل ایک جماعت (مجلس) ہو گی جس کی تعداد ۲۱ ہو گی۔
۲۔ یہ ایوان ایک ہفتہ قبل اجلاس کے لیے ایجنڈا جاری کرے گا۔
۳۔ عہدہ داروں کا انتخاب اراکین عاملہ اپنے ممبروں کے بیچ سے کرے گا۔
۴۔ اپنے کسی اجلاس کی کارروائی کے لیے ایوان صدر یا نائب صدر کی غیر موجودگی میں صدر مجلس کا چناؤ کر کے اجلاس کی کارروائی عمل میں لائے گا۔
۵۔ آمدنی کا ذریعہ تلاش کرنا اور اس کا مناسب انتظام کرنا۔
۶۔ اخراجات کی رپورٹ ایوان نمائندگان میں پیش کرنا اور اس کی منظوری لینا۔
۷۔ عہدہ دار اور کسی ممبر کے استعفا دینے پر اس کی جگہ نئے عہدہ دار یا ممبر کو لانا ایوانِ عاملہ کا اختیار ہو گا۔ لیکن اس کی توثیق ایوان نمائندگان سے کرانا ضروری ہو گا۔
۸۔ مسلمانوں کے اندر اتحاد و اخوت کا ذریعہ تلاش کرنا اور جملہ فلاح وبہبود پر غور کرنا ایوان عاملہ کی اہم ذمہ داری ہو گی۔
۹۔ سبھی سب کمیٹیوں پر نگاہ رکھنا اس ایوان کے ذمہ ہو گا۔

باب ۹

صدر (فرائض واختیارات)

۱۔ دونوں ایوانوں کے اجلاس کی صدارت کرنا۔
۲۔ ایجنڈا کے مطابق اجلاس کو چلانا اور مساوی رائے آنے کی صورت میں کسی

ایک رائے کے مطابق فیصلہ دینا۔

۳- ناظم اعلیٰ کو اجلاس طلب کرنے کا مشورہ دینا۔

۴- صدر- دونوں ایوانوں کی مجلس میں کوئی خاص مسئلہ درپیش ہونے پر کوئی بھی ایجنڈا اس میں شامل کر سکتا ہے۔

۵- دونوں اجلاس کی تمام کارکردگی پر نگاہ رکھنا - اراکین سے استعفا قبول کرنا اور قریب کے ہونے والے مجلس عاملہ اجلاس میں پیش کرنا۔

۶- کوئی مسئلہ درپیش ہونے پر کسی اجلاس کو برخاست کرنے کا اسے اختیار ہوگا۔

۷- کوئی ممبر کسی اجلاس میں دستور کی خلاف ورزی یا شور وغل کرتا ہو اور باتوں پر عمل نہ کرے تو صدر اجلاس اسے مجلس سے الگ کر سکتا ہے۔

۸- ایجنڈا کے علاوہ کسی بھی ممبر کے پیش کردہ مسئلہ کو منظوری دینا یا نہ دینا صدر اجلاس کا اختیار ہوگا۔

باب ۱۰

ناظمِ اعلیٰ (فرائض واختیارات)

۱- تمام امور کا ذمہ دار ناظم اعلیٰ ہوگا۔

۲- دونوں اجلاس (ایوانِ نمائندگان - ایوانِ عاملہ) کا طلب کرنا۔

۳- پیش نامہ (ایجنڈا) کی تفصیلات مرتب کرنا۔ اراکین کو خبر کرنا۔ تشکیل شدہ سب کمیٹیوں کی رپورٹ جمع کرنا اور اجلاس کے سامنے پیش کرنا۔

۴- گزشتہ کارروائیوں سے ایوان کو آگاہ کرنا۔

۵- صدر - نائب صدر کی غیر موجودگی میں صدر اجلاس کا چناؤ کرانا اور بعد میں صدر کو کارروائی سے آگاہ کرنا۔

۶- آمد و خرچ کا حساب و کتاب باضابطہ رکھنا۔ بڑے خرچ کے لیے تخمینہ پیش کرنا۔

۷۔ حساب وکتاب کی جانچ کے لیے محاسب کو مدعو کرنا۔

۸۔ کوئی کام کسی ممبر کے سپرد کرنا اور اس پر عمل کرانا ناظم اعلیٰ کا فرض ہوگا۔

۹۔ نقدی آمدنی کسی بینک کے کھاتہ میں ایوان کے کسی منظور کردہ ممبر کے ساتھ جوائنٹ کھاتہ کھولنا اور جمع کرنا۔

۱۰۔ تین ہزار روپیہ تک فوری ضرورت کے مد میں بغیر منظوری کے خرچ کرنے کا اختیار ناظم اعلیٰ کو ہوگا جس کی رپورٹ ایوان عاملہ کو دینا ہوگا۔

باب ۱۱

خزانچی (فرائض واختیارات)

۱۔ خزانچی کا کام آمدنی کی رقم کو ایمانداری و دیانت داری سے محفوظ رکھنا ہوگا۔

۲۔ آمدنی کے ذرائع تلاش کرنا۔

۳۔ سماج کے اندر ہر قوم ہر فرقہ کے لوگوں سے ملنا اور اس کے ساتھ حسن سلوک برتنا۔

۴۔ بغیر ناظم اعلیٰ یا ایوان عاملہ کی منظوری کے، انجمن کے فنڈ کا کسی کام میں اپنی مرضی سے خرچ نہ کرنا۔

باب ۱۲

محاسب (فرائض واختیارات)

۱۔ محاسب ایوان عاملہ کا رکن ہوگا۔

۲۔ اپنے سجھاؤ سے مالی فنڈ کو بچانے کا مشورہ ایوان عاملہ کو دینا۔

۴- سال پورا ہونے پر آمد و صرف کی جانچ کرنا۔

باب ۱۳

ذرائع آمدنی

۱- ہر نامزد ممبران کی یہ اخلاقی ذمہ داری ہوگی کہ وہ اپنے اپنے حلقۂ اثر میں زیادہ سے زیادہ مالی فراہمی کی کوشش کریں تاکہ مالی حالات میں پختگی آئے۔

۲- گاؤں یا محلہ کے سب کمیٹیوں کے سربراہوں سے اس کے متعلق رائے مشورہ کرنا، اور چرم قربانی، فطرہ و عشر وغیرہ کے موقع پر ہر گاؤں سے وصول کرنا۔

۳- گاؤں یا محلہ میں ہر ہفتہ موٹھیا وصولی کا رواج چالو کرنا۔

باب ۱۴

سب کمیٹیاں

۱- ہر گاؤں یا محلہ میں ایک شرعی کمیٹی کی تشکیل کی جائے گی جو گیارہ ممبروں پر مشتمل ہوگی۔

۲- اس کمیٹی میں بھی عہدہ داروں کا چناؤ جمہوری طریقہ پر ہوگا۔

۳- ماہ میں ایک بار اس کی میٹنگ ہوگی تاکہ محلہ یا گاؤں کے حالات کا جائزہ لیا جائے۔

۴- سب کمیٹی میں رکھے گئے ایجنڈا پر بحث و مباحثہ کی تحریری رپورٹ ناظم اعلیٰ کو دینی ہوگی۔ تاکہ ضرورت محسوس ہونے پر اس کو دونوں ایوانوں میں رکھا جائے۔

۵- اسلامی شعور پیدا کرنے کے لیے، اس کی ذمہ داری ہوگی کہ گاؤں یا محلہ میں وقتاً فوقتاً دینی و اصلاحی جلسہ کرائے تاکہ لوگوں کے اندر اسلامی بیداری پیدا ہو۔

۶۔ محلہ کے اندر لوگوں میں تعلیمی جذبات کو ابھارنا تاکہ گاؤں سے جہالت کو دور کیا جا سکے اس کے لیے ناظم اعلیٰ سے تعاون لینا۔

۷۔ کوئی ممبر ایسے مسائل میں خود کو نہ الجھائے جس سے آپسی اختلاف کا خطرہ ہو بلکہ تمام پیچیدہ معاملہ کو ناظم اعلیٰ کے حوالہ سونپ دے اور اس معاملہ میں تعاون حاصل کرے۔

۸۔ آمدنی و اخراجات کا صحیح حساب و کتاب رکھنا اور وقت بہ وقت مرکزی محاسب سے ملاحظہ کرانا۔

۹۔ گاؤں یا محلہ کے دینی ادارہ اور ساتھ ساتھ مسجد و قبرستان کی دیکھ بھال۔

باب : ۱۵

شرائط رکنیت

۱۔ اسلامی اصولوں پر ایمان و یقین رکھنے والا اور ہمدرد قوم و ملت۔ کمیٹی کا ممبر ہوگا۔

۲۔ کمیٹی کا ممبر وہی ہوگا جو گاؤں یا محلہ کا مستقل باشندہ ہوگا۔

۳۔ اراکین کا تعلیم یافتہ ہونا ضروری ہوگا۔

۴۔ کسی عہدہ کے لیے اپنا نام پیش کرنا یا پروپگنڈہ کرنا، نا اہلی کا ثبوت مانا جائے گا اور ان کو کوئی عہدہ نہیں دیا جائے گا۔

۵۔ اگر کمیٹی کی طرف سے کسی الزام میں کوئی ممبر قصوروار ثابت ہو گئے تو ان کی رکنیت ختم کرنے یا باقی رکھنے کا اختیار ایوان عاملہ کو ہوگا۔

باب ۱۶

برانچ کمیٹیاں

انجمن اتحاد المسلمین کے دستور کے مطابق یہ طے پایا کہ ہر گاؤں یا محلہ میں سب کمیٹی کی تشکیل کی جائے تاکہ متعلقہ گاؤں یا محلہ میں اتحاد و اتفاق بحال ہو سکے ۔ ساتھ ہی آبادی کے لحاظ سے اہم عہدہ داروں و ممبروں کا چناؤ جمہوری طریقہ پر ہو (تفصیل کے لیے باب : ۱۴ کا مطالعہ کریں ۔

برانچ کمیٹیوں کی فہرست مندرجہ ذیل ہے ۔

برانچ کمیٹی کا نام	تاریخ	تعداد ممبران	صدر کا نام	سکریٹری کا نام
۱- کھرترڈی پیپرااڑی	۲۱ر نومبر ۹۳ء	۲۱	جناب محمد مرتضیٰ صاحب	جناب شیخ محمد قربان علی صاحب
۲- چریا گوکھولا	۲۳ر نومبر ۹۳ء	۲۱	״ نور محمد انصاری صاحب	״ منظر عالم صاحب
۳- بھیڑیا ہی	۲۴ر نومبر ۹۳ء	۱۱	״ طیب حسین انصاری صاحب	״ محمد شعیب انصاری صاحب
۴- رسول پور	۲۷ر نومبر ۹۳	۱۵	״ مولانا عبد المعبود صاحب	״ عبد القدوس صاحب
۵- ہریارا	۲۸ر نومبر ۹۳	۱۱	״ عبد الرزاق صاحب	״ فرمود علی صاحب
۶- شکار گنج	۲۸ر نومبر ۹۳ء	۲۱	جناب عبد الستار صاحب	جناب محمد حسین صاحب
۷- ہٹوا	۲۹ر نومبر ۹۳	۱۱	״ محمد شریف انصاری صاحب	(صدر و سکریٹری)
۸- ہرپولوا	۲۱ر اگست ۹۵	۱۵	״ محمد مطلوب صاحب	״ جمیل اختر صاحب
۹- کپورپکڑی قصبہ	۲۹ر نومبر ۹۳	۱۳	״ محمد وارث صاحب	״ محمد ذکار اللہ صاحب
۱۰- کپورپکڑی	۳۰ر نومبر ۹۳	۹	״ محمد کلیم اللہ صاحب	״ عبد الحق صاحب
۱۱- چمپی	۳۰ر نومبر ۹۳	۹	״ محمد حدیث صاحب	״ محمد فرمان علی صاحب
۱۲- بھلواہی	۳۰ر نومبر ۹۳	۱۱	״ ڈاکٹر محمد خلیل صاحب	״ حضرت علی صاحب
۱۳- لچھمی پور سگروینا	یکم دسمبر ۹۳	۱۳	״ محمد قربان علی صاحب	״ محمد سراج الحق صاحب
۱۴- لچھمی پور چوڑیہرا	۳ر دسمبر ۹۳	۲۱	״ محمد اسلام صاحب	״ محمد اسرائیل صاحب
۱۵- سنوریا	۸ر دسمبر ۹۳ء	۱۱	״ محمد ممتاز احمد صاحب	״ شوکت علی انصاری صاحب
۱۶- مٹوراہاں	۱۰ر دسمبر ۹۳	۱۳	״ محمد عبد اللہ انصاری صاحب	״ محمد ریاض احمد انصاری صاحب
۱۷- کولانسی	۱۰ر دسمبر ۹۳	۱۸	״ محمد جمال الدین صاحب	״ محمد سراج الحق صاحب

۵۷

۱۸۔ کھونڑا	۲۰ر دسمبر ۹۳ء	۱۱	جناب مولوی محمد عالمگیر خان	جناب محمد آس محمد خان صاحب
۱۹۔ بہسوورددا	۲۱ر دسمبر ۹۳	۱۱	〃 محمد نعیم الدین انصاری صاحب	〃 محمد سعید صاحب
۲۰۔ بوڑھنر	۲۱ر دسمبر ۹۳	۷	〃 عین الحق صاحب	〃 جمال الدین صاحب
۲۱۔ رام پور	۲۳ر دسمبر ۹۳ء	۱۱	〃 محمد شفیق انصاری صاحب	〃 محمد ثناء اللہ صاحب
۲۲۔ کلکلہ، گولہچیا	۲۴ر دسمبر ۹۳ء	۱۵	〃 محمد قادر صاحب	〃 محمد اخلاق صاحب
۲۳۔ مقناز ع بھدہر	۲۴ر دسمبر ۹۳	۱۳	〃 محمد علی جان انصاری صاحب	〃 محمد منشار احمد صاحب
۲۴۔ بادھو پور	۲۵ر دسمبر ۹۳	۲۱	〃 محمد اطیع اللہ صاحب	〃 مامون الرشید صاحب
۲۵۔ میر پور	۷ر جنوری ۹۴	۱۵	〃 محمد منیر شاہ صاحب	〃 ڈاکٹر نجم اللہ صاحب
۲۶۔ ملیا ٹولہ	۱۰ر جنوری ۹۴	۱۳	〃 محمد صدیق انصاری صاحب	〃 محمد شبیر احمد انصاری صاحب
۲۷۔ ارھولیا	۲۴ر دسمبر ۹۳	۱۵	〃 ریاضت انصاری صاحب	〃 سلام الدین بڑھئی صاحب
۲۸۔ کٹھلیا				
۲۹۔ سگر دینیا	۲۲ر اگست ۹۵ء	۱۵	〃 محمد منظور الحق صاحب	〃 مولانا شفیع اللہ صاحب
۳۰۔ دیپہی	۱۱ر اگست ۹۵	۱۸	جناب عبداللہ صاحب	جناب ذکاء اللہ صاحب
۳۱۔ ٹولہ پور	۱۳ر اگست ۹۵	۱۳	〃 ماسٹر احمد حسین صاحب	〃 محمد نسیم احمد صاحب
۳۲۔ بسوریا	۱۴ر اگست ۹۵	۱۴		
۳۳۔ مہوآدا	۳۱ر جولائی ۹۵	۲۱	〃 عبدالمنان صاحب	〃 محمد عمیش صاحب

انچل گھوڑاسحن

۵۵

۳۴۔ گوربیا	۲ر ستمبر ۹۵ء	۱۳	جناب محمد عین الحق انصاری	جناب ماسٹر محمد شمس الحق انصاری
۳۵۔ لوکھان	۳ر ستمبر ۹۵	۱۹	〃 عبدالشکور صاحب	〃 جواد حسین صاحب
۳۶۔ جگرہا	۴ر ستمبر ۹۵	۱۲	〃 شمس الحق صاحب	〃 نیک محمد صاحب
۳۷۔ جگرہا	۶ر ستمبر ۹۵	۱۱	〃 محمد ابو انصاری صاحب	〃 امین الدین انصاری صاحب
۳۸۔ لوکھان، شیخ ٹولی	۵ر ستمبر ۹۵	۱۴	〃 محمد منظور الرحمن صاحب	〃 اختر عالم صاحب
۳۹۔ لوکھان شیخ ٹولی، لکھن ٹولہ	۵ر ستمبر ۹۵	۱۵		
۴۰۔ جھجھولا، قدم وا ٹولہ	۵ر ستمبر ۹۵	۱۱	〃 محمد سراج الحق انصاری صاحب	〃 عبدالحمید انصاری صاحب

۴۱ - کوئرگاداں	۷ ستمبر ۹۵	۱۰	جناب محمد ظفر اللہ انصاری صاحب	جناب عنایت اللہ انصاری صاحب
۴۲ - گھونگھیا	۸ ستمبر ۹۵	۱۴		
۴۳ - کویا	۸ ستمبر ۹۵	۱۱	″ عبدالرزاق خاں صاحب	″ عبدالغفار خاں صاحب
۴۴ - اکھٹوماں	۹ ستمبر ۹۵	۱۴	″ سراج الحق انصاری صاحب	″ عبدالمنان صاحب
۴۵ - بجبنی بریا ٹولہ	۹ ستمبر ۹۵	۱۱	″ آس محمد انصاری صاحب	″ محمد یوسف دیوان صاحب
۴۶ - پھٹوا	۹ ستمبر ۹۵	۱۱	″ محمد یوسف صاحب	″ عبدالمجید صاحب
۴۷ - بیشون پور اکھٹوماں ادجھا ٹولہ	۹ ستمبر ۹۵	۱۰	″ محمد علافت حسین صاحب	″ محمد سعید صاحب
۴۸ - جمونیا	۹ ستمبر ۹۵ء	۱۲	″ ٹھاکما خان صاحب	″ محمد نظیر خان صاحب
۴۹ - بکولیا	۱۰ ستمبر ۹۵	۱۳	″ جناب مولانا عبدالستار صاحب	″ محمد مختار صاحب
۵۰ - کوریا جمونیا	۱۰ ستمبر ۹۵	۱۱	″ محمد سوشیل خاں صاحب	″ زین العابدین صاحب

باب ۱۷

شرکاء حضرات کے اسمائے گرامی

(الف)

۳۱ اکتوبر ۱۹۹۳ء روز اتوار کو ایک میٹنگ **مدرسہ منبع العلوم** مادھوپور میں ہوئی۔ (اس میٹنگ کو منعقد کرنے میں اہم رول جناب محمد جمیل اختر صاحب کا ہی رہا جنھوں نے ہر گاؤں میں دوڑ دھوپ کر عوام کو جمع کیا) چریا بلاک کے ہر گاؤں سے لوگ اپنے کاروبار اور رفقت کی قربانی دے کر اپنے ہی حال پر غور کرنے کے لئے جمع ہوئے۔ اور بڑے ہی امنگ کے ساتھ اس بات پر راضی ہوئے کہ ایک **انجمن** کا بنیاد رکھا جائے۔ جس کے ذریعہ ہم سبھی کو یکجا ہو کر اپنی بات رکھنے کا موقع ملے۔ اور ایک دوسرے سے محبت قائم رہ سکے۔

آج کے اس لادینی فضاء میں مسموم عقائد کی وجہ سے ہمارے معاشرے بھی داغدار ہوتے جا رہے ہیں۔ ہمارے گھروں سے دینی ماحول رخصت ہوتا جا رہا ہے، خاص کر آج کے برقی دور میں ہماری نئی نسل گمراہ ہو رہی ہے۔ اور عقائد بدلتے جا رہے ہیں ایسے میں ہمیں ایمان بچانا مشکل ہو گیا ہے اور اسلام پر چلنا محال ہو رہا ہے۔ ہر چہار طرف سے ایمان پر حملہ ہو رہا ہے۔

چناں چہ ان تمام باتوں پر غور و فکر کرنے کیلئے علاقہ کے جن حضرات نے اس میں شرکت کرکے ہر طرح کی قربانی دینے کو تیار تھے ان کے نام درج ذیل ہیں۔

ماڈھوپور: محمد الیسع اللہ، محمد زبیر، انعام الحق، محمد ظہور الحق، محمد شعیب، محمد صغیر، محمد رحمت اللہ صاحب، مامون الرشید صاحب، رضاء الرحمن انصاری، عبد المنان صاحب، انصار الحق انصاری صاحب وغیرہ

مہوا: مظہر عالم صاحب، محمد توحید انصاری صاحب، انسپکٹر عین الحق صاحب، محمد اظہار الحق صاحب، عبد المنان صاحب وغیرہ

ٹولہ پور: قمر الہدیٰ صاحب، وصی احمد صاحب، محمد یونس صاحب، نسیم صاحب وغیرہ

بنسوریا: شمس الدین صاحب، بدر الدین صاحب، ایوب مکھیا، وصی اختر صاحب، مزمل حسین وغیرہ

دیہی: ذکاء اللہ صاحب، حاجی محمد رفیق صاحب، محمد عباس صاحب، فیض اللہ صاحب، منظور الحق صاحب، عبد الرزاق صاحب۔ وغیرہ۔

متنازع: محمد علی جان انصاری صاحب، نثار احمد صاحب وغیرہ۔

کھرزی: محمد ابو اللیث صاحب، احمد حسین صاحب، شوکت علی صاحب، محمد رضا عالم صاحب۔

پہیڑاڑی: عبد المجید صاحب۔ وغیرہ۔

پچریا: نور محمد انصاری صاحب، مظہر عالم صاحب، محمد سلیم صاحب، محمد خلیل انصاری صاحب۔

بھیڑیاہی: طیب حسین انصاری صاحب، محمد شعیب انصاری صاحب، محمد صدیق انصاری صاحب

رسول پور: مولانا عبد المعبود صاحب، عبد القدوس صاحب، شفیع احمد صاحب۔ وغیرہ

ہریارا: ماسٹر عبد الرزاق صاحب، فرمود علی صاحب۔ وغیرہ

نسکار گنج : عابد حسین صاحب وغیرہ۔
ٹوڈا : محمد مطیع الرحمٰن صاحب وغیرہ۔
ہر پوڑا : محمد مطلوب صاحب، اشارت حسین صاحب، عبدالرشید صاحب، اظہار حسین صاحب۔
کیوریکڑی : محمد وارث صاحب، عبدالحق صاحب، فہیم الحق صاحب، محمد عیسیٰ صاحب
بیٹھی : محمد حدیث صاحب، محمد فرمان علی صاحب۔ وغیرہ۔
بھلواہی : حضرت علی صاحب۔ وغیرہ۔
لکھمی پور سنگرونیا : محمد فرمان علی صاحب : وغیرہ
سنگرونیا : مولانا نجم الہدیٰ صاحب، یار محمد صاحب۔
لکھمی پور رحیور بیہروا : ابو محمد صاحب، عبدالرزاق صاحب، عبدالمجید انصاری صاحب۔ وغیرہ
سنوریا : احمد حسین انور صاحب، احمد حسین صاحب، ممتاز احمد صاحب، عمر فاروق صاحب
محمد امین صاحب، شوکت علی صاحب وغیرہ
موراہاں : محمد ریاض احمد صاحب، محمد اسماعیل انصاری صاحب۔ وغیرہ۔
کولانسی : رئیس الاعظم صاحب، شبنم صاحب معراج احمد صاحب۔ وغیرہ۔
کھونڑا : مولوی محمد عالمگیر خاں صاحب، آس محمد صاحب۔ وغیرہ۔
بھوتوا : محمد سعید انصاری صاحب، محمد نعیم الدین انصاری صاحب۔ وغیرہ۔
موراہاں : ثناء اللہ صاحب محمد گودر انصاری صاحب وغیرہ۔
کلکلہی : محمد قادر صاحب، عبدالمنان صاحب ابوالکلام صاحب۔ وغیرہ۔
ارہولیا : عبدالرشید صاحب۔ وغیرہ
میرپور : ڈاکٹر نجیب اللہ صاحب عین الحق انصاری صاحب وغیرہ۔
ملیاٹولہ : محمد بشیر احمد انصاری صاحب، محمد صدیق انصاری صاحب۔ وغیرہ۔

(ب)

انجمن کا قیام عمل میں آنے کے بعد ۲۰ مارچ ۱۹۹۴ء کو ایک میٹنگ چریا جامع مسجد کے احاطہ میں ہوئی اور دستور کے متعلق غور وخوض کیا گیا۔ اور دستور سازی کے لئے ایک دستور ساز کمیٹی کی بھی تشکیل کر دی گئی۔ اور اس کمیٹی کی کئی میٹنگ ہوئی۔ اس کمیٹی کے سامنے دستور کا مسودہ جناب محمد رئیس الاعظم صاحب شبنم اور محمد حسین انور نے پیش کیا۔ دونوں پر غور کیا گیا اور مطالعہ کے بعد اس میں ترمیم واضافہ کر کے اس کی منظوری دے دی گئی۔ دستور ساز کمیٹی جو مندرجہ ذیل ممبران پر مشتمل ہے۔

۱۔ جناب مولانا عبدالمعبود صاحب۔ صدرالمدرسین مدرسہ اسلامیہ حمیدیہ رسول پور سگرہ دینا۔

۲۔ " ماسٹر محمد صغیر احمد صاحب } مادھوپور
۳۔ " ماسٹر محمد شعیب صاحب } مادھوپور
۴۔ " محمد انعام الحق صاحب } مادھوپور
۵۔ " انسپکٹر محمد عین الحق صاحب مہووا
۶۔ " ماسٹر محمد ربانی صاحب "
۷۔ " محمد رئیس الاعظم صاحب شبنم کولانسی
۸۔ " محمد قمرالہدیٰ صاحب
۹۔ " محمد صدیق انصاری صاحب بھیڑیاہی
۱۰۔ " محمد مطیع الرحمٰن صاحب مہووا۔

(ت)

شرعی پنچایت کے متعلق رائے عامہ سے یہ طے پایا کہ کوئی بھی پنچایت جس کا تعلق شریعت سے ہو۔ اسے علماء کرام کے روبرو پیش کی جائے۔ بغیر ان کے تصدیق کے عام ممبران کی پنچایت نہ کریں۔ اور اس کے لئے مندرجہ ذیل علماء کرام کا نام فی الحال منتخب کیا گیا۔

۱۔ جناب مولانا محمد ابو الحسن صاحب

صدر مدرس مدرسہ اسلامیہ مادھوپور۔

۲۔ " مولانا وقاری اطیع اللہ صاحب قاسمی۔

۳۔ ناظم مدرسہ معراج العلوم کٹھملیا۔

۳۔ " مولانا عبد المعبود صاحب

صدر مدرس مدرسہ اسلامیہ حمیدیہ رسول پور سگرو دینیا۔

۴۔ " مولانا محمد ظہور الحق صاحب

مدرسہ منبع العلوم مادھوپور

۵۔ " مولانا محمد شفیع اللہ صاحب

صدر مدرس مدرسہ اسلامیہ عابد العلوم سگرو دینیا۔

۶۔ " مولانا نجم الہدیٰ صاحب سگرو دینیا۔

۷۔ " مولانا طاہر حسین صاحب

صدر مدرس مدرسہ امدادیہ بھیر باہی۔

۸۔ " مولانا محمد جنید صاحب۔ پیش امام جامع مسجد گھوڑا صحن

۹۔ " مولانا محمد انصار الحق صاحب کٹھملیا۔

باب ۱۸

اراکین انجمن ہٰذا کی اپیل

علاقہ کے دردمند اور بیدار مغز اصحاب نے اپنی کاوش اور محنت سے اس انجمن کی بنیاد ڈالی ہے۔

لہٰذا! اس انجمن کی بقا وترقی کو مدنظر رکھتے ہوئے علاقہ کے ذی حیثیت اور اصحاب خیر سے مخلصانہ اپیل ہے کہ صدقہ فطر، زکاۃ، چرم قربانی، دھان، گیہوں عشرہ وغیرہ سے بھرپور امداد فرما کر ہمارے ہاتھ کو مضبوط کریں تاکہ ہمارے منصوبے پر جلد از جلد عمل درآمد ہو سکے۔

الملتمسین

اراکین انجمن ھذا